بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدت و محبت کی خوشبوئیں لٹاتی، عظمتِ درود کے نغمات سناتی، اور عشق و اَدب کے آداب سکھاتی ایک ایمان اَفروز تحریر، جسے پڑھنا شروع کریں تو پڑھتے چلے جائیں

اے گنبدِ خضرا کے مکیں میری مدد کر
یا پھر یہ بتا کون مرا تیرے سوا ہے!

یارسول اللہ

آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟

از: شیخ حسن بن عبید باحبیشی، جدّہ (سعودی عرب)

-: ترجمہ و ترتیب :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : يارسول اللّٰه! لماذا أحبک ولماذا أصلي عليک؟

تالیف : شیخ حسن بن عبید باحبیشی - جدہ - (سعودی عرب)

ترجمہ : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی.........

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

پرنسپل : جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری - مدظلہ النورانی -

نظر ثانی : محبّ گرامی قدر محمد ثاقب رضا قادری ضیائی، لاہور

کاوِش : قاری محمد سلیمان سیالوی

صفحات : اَٹھاسی (۸۸)

اشاعت : ۲۰۱۳ء - ۱۴۳۴ھ

تقسیم کار : مطبع اہل سنت و جماعت - مدرسہ فاروق اعظم
شاہ فرید پارک، ملتان روڈ، لاہور، پاکستان -

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

ھدیۂ سعیدہ

کائنات کی اُس عظیم ہستی کے نام

جس کی محبت اِیمان کی جان ہے

اور جس پر خود اُس کا خالق اور کل فرشتے

درودوسلام بھیجتے رہتے ہیں۔

عجیب فیض ہے آقا (ﷺ) تری محبت کا
درود تجھ پہ پڑھوں اور خود سنور جاؤں

-: طالب کرم:-
محمد افروز قادری چریاکوٹی

اِبتدائیہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلآئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا o (سورۂ احزاب:۳۳/۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

تاجدارِ کائنات محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم علي صلوٰة .

یعنی بروزِ قیامت مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا ہوگا۔

(آغازِ ترجمہ:۱۳/رجب المرجب ۱۴۳۲ھ......مطابق:۱۶/جون ۲۰۱۱ء)

(اختتام ترجمہ:۵/شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ......مطابق:۷/جولائی ۲۰۱۱ء)

فہرست

حرفِ حقیقت

نحمده ونصلي ونسلم علىٰ حبيبه الكريم وعلىٰ اٰله الطيبين الطاهرين وصحابته الأكرمين وعلينا معهم أجمعين ، أما بعد !

سعودیہ عربیہ کی سرزمین سے مدتوں بعد آج ایک ایسی کتاب نظر افروز ہوئی جس کی سطر سطر معطر اور حرف حرف معتبر لگے ہے۔ مختصر سی کتاب؛ مگر اپنے اندر قطرہ قطرہ قلزم کا سماں رکھتی ہے۔ پڑھیے تو پڑھتے چلے جایئے، نہ آنکھوں کو تھکاوٹ کا اِحساس، اور نہ دل کو گھبراہٹ کا۔ عشق ومحبت کی وارفتگی پوری کتاب ختم کراکے ہی دم لینے دے گی۔

یقین نہیں آتا کہ یہ کتاب انہی ماحول میں لکھی گئی ہے جہاں محبت رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا تصور سسکیاں لے رہا ہے، اَدبِ رسول کی حقیقی روح کڑھ رہی ہے، منصب رسالت پر خدا معلوم کتنے پیرایوں میں رکیک حملے ہورہے ہیں، اور ساری جدو جہد 'خود ساختہ توحید' کی جڑیں مضبوط کرنے پر ہورہی ہے۔

وہ عرب جن کے بارے میں شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا :

أحِبُّوا العربَ لثلاثٍ: لأني عربي، والقراٰن عربي وكلام أهل الجنة عربي . (۱)

یعنی لوگو! تین وجہوں سے اہل عرب کی محبت اپنے دل میں رکھو؛ کیوں کہ میں خود عربی ہوں، قرآن بھی عربی میں ہے، اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

---

(۱) مستدرک حاکم:۳۲۰/۱۶ حدیث:۷۰۹۹......معجم کبیر طبرانی:۳۸۷/۹ حدیث:۱۱۲۷۸......شعب الایمان بیہقی:۴۷۰/۳ حدیث: ۱۴۱۵...... جمع الجوامع سیوطی :۱۰۰۳/۱حدیث:۷۲۳...... کنز العمال: ۴۴/۱۲ حدیث:۳۳۹۲۲......مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:۴۸۶/۹ حدیث:۱۶۶۰۰۔

اہل عرب کی طرح سعادت نصیب اور خوش بخت شاید ہی کوئی ہو؛ کیوں کہ اُصول یہ ہے کہ جو معاشرہ اَخلاقی طور پر اِنحطاط پذیر اور باغی ہو، اسے بالعموم تباہ کردیا جاتا ہے؛ اور اِسلام سے قبل عرب کا معاشرہ اپنے اندر ہر برائی رکھتا تھا، اس قابل تھا کہ اسے تباہ و برباد کردیا جائے؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل بے پایاں سے اسے اپنی ’رحمت‘ عطا کردی بلکہ ’رحمۃ للعالمین‘ عطا فرمادیا۔ یہ بدنصیبوں کو خوش نصیبی کی خلعت نہیں تو اور کیا ہے!۔

اُن اہل عرب کے لیے ہمارے دلوں میں عقیدت و اِحترام کے صالح جذبات موجود ہیں؛ کیوں کہ وہ والیِ کونین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم وطن اور اُن کی سرزمین پر مقیم ہیں؛ لیکن نفس پرستی کا برا ہو، وہ کس کس طرح لوگوں کے خانے خراب کرتی ہے!۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل عرب صدیوں سے اُمت کی آنکھوں کا تارا بنے ہوئے تھے، اور اُن کی باتیں دیدہ و دل پر رکھی جاتی تھیں۔

لیکن پھر کیا ہوا کہ ان سعودیوں نے صدیوں سے چلے آتے سلف صالحین کے عقائد میں کیڑے تلاشنے شروع کردیے، کتب تفسیر وحدیث، اور فقہ وکلام میں من مانی عبارتوں کی پیوندکاری شروع کردی۔ مستزاد یہ کہ اُمت اور اکابرین اُمت کو فتویٰ شرک کی چھری سے بے دریغ ذبح کیا جانے لگا؛ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم پر اُن کی گرفت کمزور پڑنا شروع ہوگئی، اُن کے شوکت ووقار پر بن آئی، اور بالآخر وہ کوڑی کی عزت کو ترس گئے۔

ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب کسی اہل عرب کا نام آتا تو چہرے پر مسکراہٹ کی لکیر بکھر جاتی تھی، اور بدقسمتی سے آج وہ دن بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ کسی سعودی کا نام سنتے ہی دل کا مزہ بگڑ جاتا ہے اور چہرے کی رنگت متغیر ہوجاتی ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟۔ یہ ایک حقیقت لگتا سوال ہے جس پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

تاہم اَب ایسا محسوس ہورہا ہے کہ انھیں اپنی اُس کج روی کا اِحساس ہو چلا ہے، اور

اپنی دیرینہ روِش سے کٹ کر راہِ اِعتدال پر جادہ پیمائی کے لیے وہ پَر تول رہے ہیں۔ یقیناً اگر اہل عرب' نجدی روش، سعودی سوچ اور وہابی فکر سے گلو خلاصی کر کے پھر اَسلافِ اُمت کی سچی روش پر گامزن ہوجائیں تو وہ دن دور نہیں کہ اُن کی عظمت رفتہ لوٹ آئے، اُن کا پامال شدہ وقار بحال ہوجائے، روٹھے دل مان جائیں، بپھری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں، بکھری جماعتیں یکجا ہوجائیں، اور پھر ہرسو محبتو کا سماں ہو۔

مکہ مکرمہ کے کلیۃ الشریعۃ الاسلامیۃ سے فارغ التحصیل اور جدہ کی سرزمین پر تعلیم قرآن وحدیث کی گوناگوں خدمات انجام دینے والی معروف دینی شخصیت شیخ حسن بن عبید باحبیشی نے یہ کتاب کن مقاصد کے پیش نظر لکھی ہے، اس کا صحیح علم تو انھیں کو ہوگا؛ تاہم بظاہر اپنے مذہب ومسلک سے ہم آہنگ ہونے کے باعث یہ کتاب ہمیں بڑی پسند آئی؛ اس لیے آپ کے اِستفادے کے لیے پہلی فرصت میں اِس کا ترجمہ کرکے آپ کے روبرو رکھ دیا۔

مصنف موصوف نے اس کتاب میں محبت وعقیدت کے آبشار بہا بہا دیے ہیں، اور سطر سطر میں عشق واَدب کے کتنے مہ وخورشید اُتار دیے ہیں، انھیں آپ شمار تو نہیں کر سکتے، ہاں اُن کی تابانیاں آپ کے ایوانِ وجود کو روشن ضرور کردیں گی۔

سعودیہ عربیہ کی سرزمین سے 'یارسول اللّٰہ ! لماذا أحبک ولماذا أصلی عــلیک' کے عنوان سے شائع ہونے والی اس کتاب کو پڑھ کر ایک حیرت انگیز خوشی کا اِحساس اُبھرتا ہے۔ ماضی قریب میں شیخ محمد بن علوی مالکی اور شیخ عبدہٗ یمانی -علیہما الرحمہ- کے بعد اُس سرزمین سے ایسی ایمان افروز، روح پرور، عشق بداماں اور محبت نواز کتاب پہلی بار دیکھنے کو ملی ہے۔ اِس لیے حلقہ اہل علم میں اِس کی پذیرائی ہونی چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضور رحمت عالم کے نعلین پاک کے طفیل ہمیں دین وشریعت کی صحیح فہم ومعرفت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

خادم العلم والعلماء

محمد افروز قادری چریاکوٹی

پیش نوشت

محبت رسول ۔۔۔اور رفعتِ نسبِ مبارکہ

بھری کائنات میں کوئی کسی سے اُتنا پیار کیا کرے گا جتنا اہل عشق و محبت، پیارے آقا رحمت سراپا جنابِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کرتے ہیں، اور اُن کے نام پر اپنی عزیز جانیں چھڑکتے ہیں؛ لیکن آخر ایسا کیوں ہے؟ شاید ہم نے کبھی اس کی تہہ میں اُتر کر غور وخوض کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

اِنسانی فطرت کا لازمہ ہے کہ وہ اپنے محسن کو ٹوٹ کے چاہتی ہے، اور اس کی شمع محبت سے اپنی دنیائے قلب وباطن روشن وتاباں رکھتی ہے۔ سلسلۂ اِحسان وکرم جوں جوں بڑھتا ہے، محبت کی تپش میں یوں یوں اِضافہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ ہی عقیدت واِکرام کا گراف بھی بلند ہوتا چلا جاتا ہے؛ پھر اس سفر کے دوران ایک ایسا مقام آتا ہے جہاں محبت ساری حدیں پیچھے چھوڑ دیتی ہے، اور بالآخر معراجِ عشق سے سرفراز ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے اِنسانیت کو جو فضل واِحسان ملا اس نے اس کی دنیا بھی نکھار دی اور اس کی آخرت بھی سنوار دی۔ تو ظاہر ہے کہ ایسے ہادی وبشیر اور محسن اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت اگر اپنی جانوں اور اَولادوں سے بڑھ کر نہ کی جائے تو یقیناً یہ محبت کی ناقدری اور اِحسان فراموشی ہی ہوگی!۔

ایسے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اگر ہم اپنی جانیں بچھادیں اور اپنی روحوں کو اُن کے نامِ نامی پر پروانہ وار فدا کردیں تو بھی شاید اُس اِحسان کا ایک ذرا کچھ حق اَدا نہ ہوسکے۔

آپ نے عالم اِنسانیت پر جو اِحسانِ عظیم فرمایا؛ وہ کسی عام بشر کے بس کا نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ آپ بھی ملبوسِ بشر اوڑھ کے آئے؛ لیکن آپ کی بشریت ایک ایسا بحرِ ناپیدا کنار ہے جہاں فضل وکمال کی ساری وسعتیں گم ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ عالم بشریت کی طرف جو کچھ لے کر جلوہ گر ہوئے وہ کوئی بشری اِحسان نہیں تھا بلکہ وہ دونوں جہاں کی سعادتیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا؛ اس لیے اہل اِسلام دل کی گہرائیوں سے اُن سے محبت کرتے اور ان پر اپنی جانیں چھڑکتے ہیں۔

بلاشبہہ آپ نبیوں میں افضل اور رسولوں میں سب سے محترم ہیں۔ آپ کائنات کے بہترین والد، اور بے مثال مولود تھے۔ آپ ایک کامیاب حاکم، ممتاز معلم، مثالی شوہر، قابل فخر داماد، اور بہترین پڑوسی تھے؛ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ زندگی کے ہرمیدان میں بے مثال اور اپنا جواب آپ تھے۔

اہل تصنیف اپنی عادت کے مطابق جب کائنات کی کسی عظیم ہستی کا ذکر چھیڑتے ہیں تو وہ ساری عظمتیں بھی اُس سے منسوب کر دیتے ہیں جن سے اُس کا دامن نا آشنا ہوتا ہے؛ لیکن جب بات تاجدارِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو تو یہاں سارا پیمانہ ہی اُلٹ جاتا ہے کہ ہم جب زندگی کے کسی بھی شعبے سے متعلق اُن کی عظمت ورفعت کا بیان شروع کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اُن کی عظمتوں کے بحر ذخار سے ابھی چند موتی ہی چن سکے ہیں، اور اُن کی عظمت کا ابھی ایک گوشہ بھی مکمل نہیں ہونے پایا ہے؛ بلکہ حق لگتی تو یہ ہے کہ جب ہم اُن کے حسن وجمال کا تذکرہ چھیڑتے ہیں تو (اس سے ان کے مرقع زیبا میں کچھ اِضافہ تو نہیں ہوتا ہاں) اس کی برکتوں سے ہمارا کلام حسین وجمیل ضرور ہو جاتا ہے۔ یوں ہی جب آپ کے نکھرے اَخلاق اور ستھرے کردار کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری باتوں سے بجائے خود خوشبو آنے لگتی ہے۔ اور جب ذکر آپ کی عبادت وبندگی اور اپنے مولا سے تعلق کا چھڑ جائے پھر تو کلام اپنی انتہاے عظمت کو پہنچ جاتا ہے۔

سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل وکمال کی جملہ خوبیوں سے مالا مال تھے؛ اللہ نے انھیں شرفِ محبوبیت عطا فرمایا؛ تو حب الٰہی بھی اُن کے ہمرکاب ہوگئی، اور اِن کی محبت اُس کی محبت قرار پائی۔ اِن سب کے باوصف آپ اللہ کے شکرگزار بندے تھے؛ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر ہر مسلمان کو جادہ پیما ہونے کی سعی کرنی چاہیے۔

بحیثیت مسلم ہمیں بھی اللہ ربُّ العزت کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں اُمت محمدیہ کے اَفراد میں سے کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بہترین اُمت کے لیے کتنے بہترین رسول کا اِنتخاب فرمایا!؛ لہٰذا اُن پر ایمان لانا، اُن سے سچی محبت کرنا، اُن کی سجھائی ہوئی راہ کی پیروی کرنا اور اُن کی سنتوں کی اتباع ہم پر واجب قرار پاتی ہے۔

دلوں میں اُن کے لیے شوق ورغبت کی قندیل روشن کرنا اور اُن کی یاد میں محو رہنا یہی ہمارا مطمحِ زندگی ہونا چاہیے؛ تاکہ اللہ اس کی برکتوں سے اُن کی ہمسائیگی، اُن کی زیارت اور جنت میں اُن کی مرافقت نصیب فرمائے؛ بلکہ ہماری دیرینہ خواہش جو ہمیشہ دل میں انگڑائیاں لیتی رہتی ہے وہ یہ کہ اِسی دنیا میں ہماری آنکھیں پردۂ خواب پر اُن کے دیدار سے مشرف ہوجائیں۔ یہ حقیقت ہمیشہ ذہن نشیں رکھیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ رب العزت کی محبت کی آئینہ دار ہے۔

جہاں تک رہی بات سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی تو یہ اُن کے ذِکرِ جمیل کی خوبصورت ترین شکلوں میں سے ایک ہے۔ ساتھ ہی وہ اللہ ربُّ العزت کی عبادت کا مزہ بھی دے جاتا ہے؛ نیز دین ودنیا میں جو اس کی بے پایاں برکات ہیں وہ ان پر مستزاد۔ بلکہ یوں کہیں کہ اُن کی محبت کے جتنے رنگ ہوسکتے ہیں یہ اُن میں سب سے خوشنما اور دیدہ زیب رنگ ہے؛ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم صلوٰۃ وسلام کو بارگاہِ محبوب میں عشق وعقیدت کے ریشمی غلاف میں لپیٹ کر تحفۃً بھیجنے کا دائمی معمول بنالیں، نہ کوئی لمحہ اس سعادت سے محروم رہے اور نہ کوئی جگہ۔ ہاں! یہ سچ ہے کہ بعض لمحے اور جگہیں ایسی ہوتی

ہیں جہاں اس کے فضائل و برکات اور فزوں ہو جاتے ہیں۔

صلوٰۃ وسلام اس کثرت سے بھیجیں اور اس کی اتنی تکرار کریں کہ وہ آپ کے دل کی دھڑکن بلکہ آپ کی سانس کا حصہ بن جائے۔ لب کھلیں تو صلوٰۃ وسلام کی خوشبو بکھیریں، اور سانسیں چلیں تو صلوٰۃ وسلام کی پھبن پھوٹیں۔

اہل اسلام نے اس بارگاہِ عالی وقار میں ہر اِعتبار سے ہدیۂ صلوٰۃ وسلام نچھاور کیا ہے، نثر میں بھی اور نظم میں بھی۔ بلکہ مسلمانوں نے تو اپنی مجلسوں کی رونق دوبالا کرنے کے لیے بھی صلوٰۃ وسلام ہی کا سہارا لیا۔ اور اپنے غم وفکر کی کالی بدلیاں چھانٹنے کے لیے بھی درود وسلام کا وسیلہ اپنایا۔ بزنس مین اور تاجروں نے جب کساد بازاری محسوس کی تو صلوٰۃ وسلام کے ذریعہ اپنی ڈوبتی کشتی ترائی؛ کیوں کہ اس سے بہتر انھیں کوئی ناخدا اور مشکل کشا نظر ہی نہ آیا۔

مسلمانوں کا یہ شعار رہا ہے کہ خوشیوں کے مواقع پر بھی وہ صلوٰۃ وسلام کے گلاب جل کا چھڑکاؤ کرتے ہیں۔ اور اپنی شادی کی محفلوں میں بھی غازۂ صلوٰۃ وسلام ملتے ہیں؛ کیوں کہ اس سے زیادہ مشامِ جاں معطر کرنے والی نہ کوئی خوشبو ہے اور نہ عطردان۔ اہل محبت جانتے ہیں کہ شبِ عروسی میں صلوٰۃ وسلام کی لذتیں اپنا جو اَثر چھوڑتی ہیں وہ حرف وصوت سے آشنا نہیں ہو سکتیں!۔

مائیں جب بچوں کو لوریاں دیتی ہیں تو زیر لب صلوٰۃ وسلام کا وِرد رکھتی ہیں؛ کیوں کہ ایک دردمند ماں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی؛ تاکہ جب بچے کے حلق سے دودھ کے قطرے اُتریں تو درود کی حلاوت وسعادت سے سرشار ہو کر اُتریں اور اس کے قلب وباطن کی دنیا جگمگ جگمگ کر دیں۔ گویا یہ صلوٰۃ وسلام ہمارا اوڑھنا بچھونا ہو جائے، یہی ہمارا عطر حیات، نغمہ زندگی اور مایۂ ہستی بن جائے۔

یہ صلوٰۃ وسلام کے گجرے جن کی بارگاہِ والا تبار میں پروانہ وار نثار کیے جا رہے ہیں

ذرا دیکھیں تو سہی اُن کا نسب مبارک کتنا پاکیزہ و محترم اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کائنات میں کسی کے لیے ایسا نسب نہ رکھا جیسا طاہر و مطہر نسب اس نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مقدر و منتخب فرمایا؛ تاکہ کائنات میں فضل و کرم، اَخلاق و کردار، جمال و کمال اور حسب و نسب کی جو بھی خوبیاں ہوں وہ سب اس مولودِ اطہر اور حق کے پیمبر کے اندر آکر جمع ہو جائیں؛ تو یہ حسن کائنات بھی ہیں اور کائناتِ حسن بھی۔ گویا اللہ پاک نے جمالِ باطن و حسن ظاہر کے ساتھ شرافتِ نسب کی برتری سے بھی انھیں حصہ کامل عطا فرمایا ہے۔

سوائے میرے مالک و مولا! ہماری دنیا اُن کی محبتوں سے شاد و آباد رکھ۔ ہماری آنکھوں کو اُن کی زیارت سے شادکام فرما۔ عرصۂ محشر میں ان کی شفاعت کا صدقہ ہمیں عطا فرما۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جنت میں اُن کا پڑوس بلکہ اُن کی معیت میں رہنے کی سعادت ارزانی فرما۔ اللھم آمین [یا ربَّ العالمین بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ]۔

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

حسن بن عبید باحبیشی
جدہ (سعودی عرب)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت میں آیتیں

(یوں تو سارا قرآن ہی مداحِ مصطفٰے نظر آتا ہے؛ لیکن) ذیل میں چند وہ عطر بیز آیات پیش کی جارہی ہیں جنھیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں (بطورِ خاص) سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا میں نازل فرمایا ہے۔اپنے نبی کی عظمت وحقیقت کو اللہ جل مجدہ ہی بہتر طور پر جان سکتا ہے؛ اور پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے حبیب بھی ہیں۔

(بادشاہوں کے کلام' کلاموں کے بادشاہ ہوا کرتے ہیں، اور اعجازی شان کے مالک ہوتے ہیں، تو پھر مالک الملک کے کلام کی کیا شان ہوگی!) یوں ہی سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں بھی وہ رنگ اِعجاز سے معمور نظر آتا ہے۔اُسی کا کلام سب سے پہلے ہے اور اسی کا کلام سب کے بعد بھی۔لہٰذا اُس نے اپنے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو بات کہہ دی ہے وہ حرفِ آخر ہے، اب اس کے بعد اس میں کیا اِضافہ ہوسکتا ہے، اور بھلا کوئی اور کیا توصیف کرسکتا ہے!۔

(غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ o (سورۂ بقرہ:۱۲۹/۲)

اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جواُن پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس وقلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ٥ (سورۂ آل عمران: ۳۱/۳)

(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ٥
(سورۂ آل عمران: ۱۵۹/۳)

(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تُندخو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لیے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ اِرادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کیا کریں، بیشک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِيْنٍ o (سورۂ آل عمران: ۳/۱۶۴)

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلاءِ شَهِيْداً o (سورۂ نساء: ۴/۴۱)

پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے۔

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوا فِيْ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيْماً o (سورۂ نساء: ۴/۶۵)

پس (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ o (سورۂ نساء: ۴/۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔

وَأَنزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْماً o (سورۂ نساء:۱۱۳/۴)

اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيْهِمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ o (سورۂ انفال:۳۳/۸)

اور (درحقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان پر عذاب فرمائے درانحالیکہ (اے حبیبِ مکرم!) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں۔

لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنفُسِکُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْکُم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ o (سورۂ توبہ:۱۲۸/۹)

بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا اُن پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاکَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ o (سورۂ حجر: ۸۷/۱۵)

اور بے شک ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں (یعنی سورہ فاتحہ) اور بڑی عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ البَصِيْرُ o (سورۂ بنی اسرائیل: ۱۷/۱)

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے؛ تاکہ ہم اس (بندہ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

طه، مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى o (سورۂ طٰہٰ: ۲۰/۱،۲)

طا، ہا (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)۔ اے محبوبِ مکرم! ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o (سورۂ انبیاء: ۲۱/۱۰۷)

اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ o
(سورۂ احزاب: ۳۳/۶)

یہ نبیِ (مکرم) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔

إِنَّ اللَّـهَ وَمَلَائِـكَتَـهُ يُـصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْماً o (سورۂ احزاب:۳۳/۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

يٰـس، وَالْـقُـرْاٰنِ الْـحَـكِيْـمِ، إِنَّكَ لَـمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o (سورۂ یٰس:۳۶/۱ تا ۴)

یاسین (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)۔ حکمت سے معمور قرآن کی قسم۔ بیشک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھی راہ پر (قائم ہیں)۔

إِنَّـا فَتَـحْـنَـا لَكَ فَتْـحاً مُّبِيْناً، لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَـا تَـأَخَّـرَ وَيُتِـمَّ نِـعْـمَتَـهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيْماً، وَيَنصُرَكَ اللّٰهُ نَصْراً عَزِيْزاً o (سورۂ فتح:۴۸/۱ تا ۳)

اے حبیبِ مکرم!) بیشک ہم نے آپ کے لیے (اسلام کی) روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرما دیا (اس لیے کہ آپ کی عظیم جدو جہد کامیابی کے ساتھ مکمل ہو جائے۔ تاکہ آپ کی خاطر اللہ آپ کی امت (کے ان تمام افراد) کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے (جنہوں نے آپ کے حکم پر جہاد کیے اور قربانیاں دیں) اور (یوں اسلام کی فتح اور امت کی بخشش کی صورت میں) آپ پر اپنی نعمت (ظاہراً و باطناً) پوری فرما دے اور آپ (کے واسطے سے آپ کی امت) کو سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔ اور اللہ آپ کو زبردست مدد و نصرت سے نوازے۔

إِنَّـا أَرْسَـلْـنٰـکَ شَـاهِـداً وَمُبَشِّـراً وَنَـذِيْـراً، لِتُـؤْمِنُوا بِاللّٰـهِ وَرَسُـولِـهِ وَتُـعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً o (سورۂ فتح:۴۸/۸،۹)

بیشک ہم نے آپ کو (روزِ قیامت گواہی دینے کے لیے اَعمال و اَحوالِ اُمت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم وتکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح وشام تسبیح کرو۔

إِنَّ الَّـذِيْنَ يُبَايِعُونَکَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ o (سورۂ فتح:۴۸/۱۰)

اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

مُـحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْـنَهُـمْ تَـرَاهُـمْ رُكَّـعاً سُـجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ o (سورۂ فتح:۴۸/۲۹)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع

کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اُس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کا اَثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ، يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ o (سورۂ حجرات:۴۹/ ۱،۲)

اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے اَدبی نہ ہو جائے)، بیشک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے بلندمت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى، مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى، وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى o (سورۂ نجم:۵۳/ ۱تا۴)

قسم ہے روشن ستارے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جب وہ (چشمِ زدن میں شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اترے۔ تمہیں (اپنی) صحبت سے نوازنے والے

(یعنی تمہیں اپنے فیضِ صحبت سے صحابی بنانے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ (کبھی) راہ بھولے اور نہ (کبھی) راہ سے بھٹکے۔ اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ ان کا اِرشاد سراسر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوَاکُمْ صَدَقَةً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَأَطْهَرُ o (سورۂ مجادلہ:۱۲/۵۸)

اے ایمان والو! جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی راز کی بات تنہائی میں عرض کرنا چاہو تو اپنی راز دارانہ بات کہنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرلیا کرو، یہ (عمل) تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔

وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ o (سورۂ حشر:۷/۵۹)

اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اس سے) رک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم وعطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّیِّیْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ o (سورۂ جمعہ:۲/۶۲)

وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان (کے ظاہر وباطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے

ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُونَ، مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُونٍ، وَإِنَّ لَکَ لَأَجْراً غَیْرَ مَمْنُونٍ، وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o (سورۃ جمعہ: ۶۸/۱تا۴)

نون (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، قلم کی قسم اور اس (مضمون) کی قسم جو (فرشتے) لکھتے ہیں۔ اے حبیبِ مکرم!) آپ اپنے رب کے فضل سے (ہرگز) دیوانے نہیں ہیں۔ اور بے شک آپ کے لیے ایسا اَجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متصف ہیں۔)

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ کَرِیْمٍ، ذِیْ قُوَّةٍ عِندَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ، مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِیْنٍ، وَمَا صَاحِبُکُم بِمَجْنُونٍ o (سورۃ تکویر: ۸۱/۱۹تا۲۲)

بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔ جو (دعوتِ حق، تبلیغِ رسالت اور روحانی استعداد میں) قوت و ہمت والے ہیں (اور) مالکِ عرش کے حضور بڑی قدر و منزلت (اور جاہ و عظمت) والے ہیں۔ (تمام جہانوں کے لیے) واجب الاطاعت ہیں (کیونکہ ان کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے)، امانت دار ہیں (وحی اور زمین و آسمان کے سب رازوں کے حامل ہیں۔ اور (اے لوگو!) یہ تمہیں اپنی صحبت سے نوازنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانے نہیں ہیں (جو فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے)۔

وَالضُّحٰی، وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی، مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی، وَلَلْآخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْأُولٰی o (سورۃ والضحیٰ: ۹۳/۱تا۴)

قسم ہے چاشت کے وقت کی (جب آفتاب بلند ہو کر اپنا نور پھیلاتا ہے)۔ (یا: اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرۂ انور) کی (جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روشن کر دیا)۔ (یا: قسم ہے وقتِ چاشت (کی طرح آپ کے آفتابِ رِسالت کے بلند ہونے) کی (جس کے نور نے گمراہی کے اندھیروں کو اُجالے سے بدل دیا)۔

اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ (یا: اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی) جب وہ (آپ کے رخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے)۔ (یا: قسم ہے رات کی (طرح آپ کے حجابِ ذات کی) جب کہ وہ (آپ کے نورِ حقیقت کو کئی پردوں میں) چھپائے ہوئے ہے)۔

آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔ اور بیشک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلے سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ، وَوَضَعْنَا عَنکَ وِزْرَکَ، الَّذِیْ أَنقَضَ ظَهْرَکَ، وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o (سورۃ الشرح: ۹۴/۱تا۴)

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (انوارِ علم و حکمت اور معرفت کے لیے) کشادہ نہیں فرما دیا۔ اور ہم نے آپ کا (غمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا۔ جو آپ کی پشتِ (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا۔ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاکَ الْکَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ، إِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْأَبْتَرُ o (سورۃ الکوثر: ۱۰۸/۱تا۳)

بیشک ہم نے آپ کو (ہر خیر وفضیلت میں) بے اِنتہا کثرت بخشی ہے۔ پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیۂ تشکر ہے) بیشک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام ونشاں ہوگا۔

خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت میں چالیس حدیثیں

یوں تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وشرف اور عظمت وکمال کو اُجاگر کرنے والی حدیثیں بے شمار ہیں؛ مگر میں نے یہاں ان میں سے صرف چالیس کا انتخاب کیا ہے۔ مقصد صرف اِتنا ہے کہ اَربعینات کی سعادت میں حصہ ڈالنے والوں میں میرا بھی نام آجائے؛ اور سلف صالحین ومحدثین کے نقش قدم کی پیروی بھی ہوجائے۔ کیا بعید کہ اللہ پاک اس کی برکتوں سے میرے چہرے کی شادابی وتازگی میں اِضافہ فرمادے؛ کیوں کہ زبانِ رسالت سے اس عمل خیر کی فضیلت تو کچھ ایسی ہی سننے میں آئی ہے۔

جہاں تک رہی بات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب کی تو حق یہ ہے کہ 'مقامِ مصطفیٰ کیا ہے محمد کا خدا جانے'، اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذاتِ اقدس کی حقیقت ہم سے بہتر جانتے ہیں؛ لیکن قرآن وحدیث سے - جو اللہ کی طرف سے اپنے محبوب کو ملنے والے دو عظیم تحفے ہیں - اس سلسلے میں جو شہادتیں ملتی ہیں بس انھیں کو اختصاراً حیطہ بیان میں لانے کی سعی کی جارہی ہے۔

میں نے اِن اَربعینات کا اِختتام دو ایسی حدیثوں پر کیا ہے جن میں سے ایک کا تعلق جنت میں پروردگار عالم کے روے انور کی زیارت سے ہے، اور دوسری حدیث اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کو اُجاگر کرنے والی ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنے چہرۂ اقدس کو تکنے کی توفیق عطا فرما۔

۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو (جواب میں) اُسی کے مثل تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو؛ کیوں کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے واسطے وسیلے کا سوال کرو؛ کیوں کہ وسیلہ جنت میں ایک منزل ہے جس پر اللہ کا کوئی مقرب بندہ ہی سرفراز کیا جائے گا؛ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ تو جس نے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا اس کے حق میں شفاعت حلال ہوگئی۔

۲- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں بارگاہِ رسول میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ چہرۂ نبوت خوشی سے دمک رہا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج کے علاوہ میں نے آپ کو کبھی اِتنا زیادہ ہشاش بشاش اور کھلتے چہرے کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں ہشاش بشاش کیوں نہ ہوں اور چہرہ کھلا کیوں نہ رکھوں کہ ابھی ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے اور یہ خوش خبری سنا گئے ہیں کہ اے محمد! آپ کی اُمت میں سے جو بھی آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اس سے دس گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔ مزید یہ کہ فرشتہ اس سے یوں کہتا ہے: 'تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو'۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! وہ فرشتہ کون ہے؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق سے لے کر آپ کی بعثت تک آپ پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے جس کا کام یہ ہے کہ آپ کی اُمت میں سے جو بھی آپ پر درود بھیجے وہ کہتا ہے: 'اور تجھ پر بھی اللہ رحمتیں نازل فرمائے'۔ -اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر-

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بروزِ قیامت مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ سے

زیادہ درود پڑھا ہوگا۔ -اخرجہ الترمذی-

۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کثرت سے آپ پر درود بھیجتا ہوں، تو (یہ بتائیں کہ) میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قدر تم چاہو۔انھوں نے عرض کیا: کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی حصہ آپ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کردوں؟، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو لیکن اگر اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) آدھا حصہ خاص کردوں؟۔فرمایا: جتنا چاہو لیکن اگر تم اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) دو تہائی کافی ہے؟۔فرمایا: جتنا چاہو لیکن اگر تم اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں ساری دعا آپ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کرتا ہوں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تو یہ درود ہی تمہارے تمام غموں (کو دور کرنے) کے لیے کافی ہو جائے گا اور (اسی کے باعث) تمہارے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ -رواہُ الترمذی-

۵- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے اَیام میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی دن انھوں نے وفات پائی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسد مبارک' خاک میں مل چکا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاے کرام کے جسموں کو کھانا (یا کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام کر دیا ہے۔ -رواہ ابوداؤد-

۶- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ -رواہُ الترمذی- اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور (بوجہ غفلت) وہ مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا (تو سمجھو کہ) وہ بہشت کی راہ بھول گیا۔ -رواہُ الطبرانی-

۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما (بھی وہیں موجود) تھے۔ جب میں قعدہ میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے لگا، اور پھر اپنی ذات کے لیے دعا کی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے تجھے دیا جائے گا۔ مانگ کیا مانگتا ہے تجھے دیا جائے گا۔ -أخرجہ الترمذی-

۸- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ بشیر بن سعد نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر درود بھیجنے کا حکم تو مل گیا ہے؛ مگر یہ بتائیں کہ ہم آپ پر درود بھیجیں کیسے؟ فرمایا، یوں کہو :

اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على آل إبراهيم ، وبارك على محمّد وعلى آل محمّد كما باركت على آل إبراهيم ، والسلام كما علمتم . -رواه مسلم-

یعنی اے اللہ! حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اورآل محمد پر جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر درود بھیجا، اور برکت نازل فرما حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آلِ محمد پر جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ہے۔ اور سلام کا طریقہ تو تمہیں معلوم ہی ہے۔

۹- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک شخص آ کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا؛ لیکن حالت نماز میں آپ پر درود کیسے بھیجیں، کیا یوں کہیں: 'صلی اللہ علیک؟۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے؛ اور ہم سوچنے لگے کہ کاش اس شخص نے ایسا سوال ہی نہ کیا ہوتا!۔آپ نے فرمایا: جب تمہیں مجھ پر درود بھیجنا ہو تو یوں کہا کرو :

اللّٰهم صل علی محمد النبی الأمی وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم ، وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل إبراهیم فی العالمین إنک حمید مجید، والسلام کما علمتم . -رواه أحمد-

یعنی اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور آل محمد پر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر درود بھیجا، اور برکت نازل فرما حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔اور سلام کا طریقہ وہی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔

۱۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دروازۂ جنت کے پاس آ کر میں اسے کھولواؤں گا۔ خازن پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ تو میں کہوں گا: محمد۔ وہ کہے گا: آپ ہی کے لیے مجھے حکم ملا تھا کہ آپ سے پہلے اسے کسی کے لیے نہ کھولوں۔ -رواہ مسلم-

۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ نجی اللہ ہیں۔ عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں؛ لیکن یاد رکھنا میں حبیب اللہ ہوں، اور کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اُٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں، اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اولین وآخرین میں خدا کے حضور سب سے زیادہ عزت والا ہوں؛ لیکن کوئی فخر نہیں۔ -اخرجہ الترمذی-

۱۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ رب العزت نے میری خاطر دنیا کو اُٹھا کر اوپر کر دیا تو میں اسے دیکھ رہا ہوں، اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہوگا وہ بھی ایسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی چیز میری ہتھیلی میں رکھی ہوئی ہو۔ -رواہ مسلم-

۱۳- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اللہ کے یہاں لوحِ محفوظ میں (اس وقت بھی) خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا، جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اس کی تاویل بتاتا ہوں۔ (سنو!) میں اپنے باپ حضرت

ابراہیم کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ کی وہ بشارت ہو جو انھوں نے میری بابت دی تھی، اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ آپ کے اندر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں شام کے محلات تک روشن ہو گئے۔ یوں ہی دیگر انبیاے کرام کی مائیں بھی خواب دیکھتی رہی ہیں۔ -اخرجہ احمد-

۱۴- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن میں سارے لوگوں کا سردار ہوں گا۔ اور یہ بات فخر وریا کے بطور نہیں کہہ رہا۔ بروزِ قیامت ہر شخص میرے جھنڈے تلے ہوگا، اور پریشانی سے چھٹکارے کی راہ دیکھ رہا ہوگا۔ حمد کا جھنڈا بالیقین میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جسے لے کر میں چلوں گا اور لوگ بھی میری مشایعت میں چلیں گے، دروازۂ جنت پر پہنچنے کے بعد میں اسے کھٹکھٹاؤں گا۔ پوچھا جائے گا: کون ہے؟ میں کہوں گا: محمد۔ تو کہا جائے گا: محمد کو خوش آمدید ہے۔ وہاں جب میری نگاہ اپنے پروردگار پر پڑے گی تو اس کے لیے سجدۂ شکر میں گر جاؤں گا۔ کہا جائے گا: (محبوب!) اپنے سر کو اُٹھائیے، اور لب کھولیے، آپ کی بات سنی جائے گی، لوگوں کی شفاعت کیجیے، قبول کی جائے گی، تو رحمت الٰہی اور میری شفاعت کے باعث جہنم سے (بہت سے) جلے کٹے افراد نکالے جائیں گے۔ -اخرجہ الحاکم-

۱۵- حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ میں حطیم میں پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا، اتنے میں میرے پاس ایک آنے والا آیا، اور اس نے کچھ کہا جو میں سن رہا تھا، پھر اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا، (راوی کہتے ہیں: یعنی حلق سے ناف کے نیچے تک)، پھر میرا دل نکالا گیا، اس کے بعد ایمان سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لایا گیا جسے میرے دل کو دھو کر اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک سفید جانور میرے قریب لایا گیا

جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، (راوی کہتے ہیں کہ وہ براق تھا)، جس کی خاصیت یہ تھی کہ اپنا ایک قدم حدِ نظر کے برابر دور رکھتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا، اور حضرت جبرئیل مجھے لے کر چل پڑے؛ یہاں تک کہ پہلا آسمان آ گیا، انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: جبرئیل۔ پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد مصطفیٰ ہیں۔ پوچھا: کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ کہا گیا: خوش آمدید۔ کیسا اچھا آنے والا آیا ہے!۔ پس دروازہ کھول دیا گیا......الخ۔ -رواہ البخاری-

۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اُور نبیوں پر چھ فضیلتیں حاصل ہیں: مجھے جامع کلمات دیا گیا ہے۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ مالِ غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ ساری روے زمین میرے لیے مسجد اور پاک بنادی گئی ہے۔ میں ساری انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم ہے۔ -اخرجہ مسلم-

۱۷- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل امین نے کہا: میں نے تمام زمین کے اَطراف واَکناف اور گوشہ گوشہ کو چھان مارا؛ مگر نہ تو میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کسی کو دیکھا اور نہ ہی میں نے کسی باپ کے بیٹوں کو بنو ہاشم سے افضل پایا۔ -اخرجہ الحاکم فی الکنی-

۱۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ -اخرجہ الطبرانی-

اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:) فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے ناگوار گزرتی ہے وہ مجھے بھی ناگوار ہوتی ہے، اور جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ میرے لیے بھی باعث خوشی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو سارے نسب کٹ جائیں گے سوائے میرے نسب وسبب اور رشتے کے۔ -رواہ احمد-

۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری مثال گزشتہ انبیاے کرام کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک بہت خوبصورت ومضبوط مکان بنایا اور اس کو خوب آراستہ کیا؛ لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آکر اس مکان کو دیکھنے لگے اور تعجب کا اِظہار کرتے ہوئے بولے: کاش! یہاں پر بھی ایک اینٹ رکھ دی گئی ہوتی!۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سو لوگو! میں نبیوں میں اسی اینٹ کی مانند ہوں، (اور میرے بعد سلسلہ نبوت ختم ہوگیا ہے)۔ -رواہ مسلم-

۲۰- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے کسی نالے پر تھا، میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک زمین پر آیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان تھا، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: 'کیا یہ وہی ہے؟' اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: اسے ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ میں نے اس کے ساتھ وزن کیا تو میں وزنی ہوگیا۔ پھر اس نے کہا: اس کا دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ میرا ان سے وزن کیا گیا تو میں ان سے وزنی ہوگیا۔ پھر اس نے کہا: اسے سو آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں ان کے ساتھ تولا گیا تو ان سے بھی جھک گیا، پھر اس نے کہا: اسے ہزار آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں ان کے ساتھ تولا گیا تو ان سے بھی جھک گیا؛ گویا کہ میں انھیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ترازو کے ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر

ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر اس کی پوری اُمت سے اس کا وزن کیا جاتا تو یقیناً یہ اس سے جھک جاتا۔ -اخرجہ الدارمی-

۲۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ انھوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: (یارسول اللہ!) آپ میرے نزدیک میری جان کے علاوہ کائنات کی ہر شے سے محبوب ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے، یقیناً آپ اَب میرے نزدیک میری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب وعزیز ہیں۔ یہ سن کر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر اَب بات بنی۔ -رواہ البخاری-

۲۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! یہ بتائیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟۔ آپ نے فرمایا: تو نے اُس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟۔ عرض کیا: یارسول اللہ! زیادہ روزہ ونماز کا ذخیرہ تو پاس نہیں، ہاں! اِتنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: تیرا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس کو تو محبوب رکھتا ہے۔ -رواہ البخاری-

۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک صحابی (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! آپ میرے مال وعیال سے کہیں زیادہ مجھے عزیز ہیں۔ میں ہر وقت آپ کی یاد میں مست ومگن رہتا ہوں۔ جب آپ کی یادوں کے جھونکے آنے شروع ہوتے ہیں تو میں بے قرار ہوجاتا ہوں اور قرار صرف اس وقت آتا ہے جب آپ

کے پاس آ کر آپ کی زیارت کرلوں۔ پھر جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ تو نبیوں کے درجے میں ہوں گے۔ اور اگر میں جنت میں پہنچا (تو کم درجے میں ہونے کی وجہ سے) آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ حضرت ثوبان کی اِس آرزو کے پس منظر میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی :

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقاً ہ (سورۂ نساء:۶۹/۴)

اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بلایا اور یہ آیت پڑھ کر انھیں سنائی۔ -رواہ الطبرانی-

۲۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے اندر تین خصلتیں ہوں سمجھو اس نے اِیمان کی مٹھاس پالی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس کے نزدیک کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔ آدمی جب کسی سے محبت کرے تو صرف اور صرف اللہ کے لیے کرے۔ اور (دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد) کفر میں جانے کو ایسے ہی ناپسند کرے جیسے خود آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ -متفق علیہ-

۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے شدید ترین محبت کرنے والے لوگ میرے (دنیا سے پردہ کر جانے

کے) بعد آئیں گے، عالم یہ ہوگا کہ میری ایک جھلک دیکھنے کے لیے وہ اپنے مال وعیال کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ -رواہ مسلم-

۲۶- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اہل بیت کے سلسلے میں اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے سلسلے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے سلسلے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اُن پر شفقت وعنایت کی نگاہ ڈالنا۔ -رواہ مسلم-

۲۷- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انھیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب' آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسّی ہے۔ اور میری عترت اہل بیت، اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گی؛ یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گی؛ لہٰذا دیکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کر رہے ہو!۔ -رواہ الترمذی-

۲۸- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، جبکہ اس نے نہ تو اللہ کی حمد وثنا کی، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے جلدی سے کام لیا۔ پھر اسے بلا کر اس سے یا کسی دوسرے سے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے رب کی حمد وثنا سے اِبتدا کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے، (یعنی اپنے رب سے مانگے)۔ -رواہ ابوداؤد-

۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: جب کبھی لوگ کسی مجلس میں کچھ دیر تک اِکٹھا ہو کر بیٹھیں، اور پھر بن ذکر الٰہی کیے یا نبی پر درود بھیجے بغیر ہی مجلس برخواست کر دیں، تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اُن کے لیے باعث حسرت وندامت بن جائے گی۔ چاہے تو اس کی وجہ سے اُن کی گرفت کر لے، چاہے تو بخش دے۔ -رواہ الحاکم-

۳۰- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ اللہ پاک نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جب بھی میرا کوئی اُمتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے یوں کہتا ہے: اے محمد! اِس لمحے فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ -رواہ الدیلمی فی مسندہ-

۳۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں جملہ اَنبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا امام اور خطیب ہوں گا۔ -رواہ احمد-

۳۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو وضو کے برتنوں کے پاس بھیجتے، جہاں سے آپ کے لیے پانی لایا جاتا تو آپ نوش فرماتے۔ مقصد یہ ہوتا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت نصیب ہو۔ -رواہ الطبرانی فی الاوسط-

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں آیا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ فجر اَدا فرما لیتے تو اہل مدینہ اپنے برتنوں میں پانی لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے، اور آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈال کر اسے بابرکت بنا دیتے۔ -رواہ مسلم-

۳۳- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمت میں ستر ہزار آدمی ایسے بھی عطا کیے گئے ہیں جو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، اُن کے چہرے چودھویں کے رات کی مانند چمکتے ہوں گے، اور ان کے دل (ہر طرح کی بیماری سے پاک ہونے میں) ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے۔ میں نے اپنے رب سے اس تعداد میں اضافے کی درخواست کی تو اس نے میری درخواست کو قبول کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار کا اِضافہ فرما دیا۔(گویا اب ستر ہزار میں سے ہر ایک کو ستر ہزار سے ضرب دے کر جو تعداد حاصل ہوگی، وہ سب جنت میں مذکورہ طریقے کے مطابق داخل ہوں گے)۔ -رواہ احمد-

۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت لوگوں میں اسے پہلے نصیب ہوگی جس نے اِخلاصِ قلب کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دی ہوگی۔ -رواہ البخاری-

اور حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں آتا ہے: عرصہ محشر میں سب سے پہلے میں لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ اور مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ باقی نبیوں کے مقابلے میں میرے پیروکار زیادہ ہیں۔ -رواہ مسلم-

۳۵- حضرت مطلب بن ابو وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا۔ پھر ان کے مکانوں کی درجہ بندی کی تو مجھے بہتر مکان والا بنایا۔ سو میں مکان کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہوں اور ذات کے لحاظ سے بھی۔ -رواہ احمد-

۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچے تو وہ اُن کے مقابلے میں میری مصیبتوں کو یاد کرلے؛ کیوں کہ مجھ پر ٹوٹنے والی مصیبتیں بلاشبہ عظیم تھیں۔ -رواہ ابن عدی فی الکامل-

اور ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل اِسلام میری مصیبتوں کا سوچ کر اپنی مصیبتیں اور غم کم کرلیا کریں۔ -رواہ مالک-

۳۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) اَنبیاے کرام اپنے اُمتیوں کی کثرت کے باعث ایک دوسرے پر فخر و مباہات کریں گے۔ اُمید کرتا ہوں کہ باعتبارِ تعداد میں اُن میں سب سے زیادہ ہوں گا۔ ہر شخص حوضِ کوثر پر کھڑا ہوگا اُس کے ساتھ ایک لکڑی ہوگی جس کے اِشارے سے وہ اپنی پہچان والے اُمتیوں کو بلا رہا ہوگا۔ دراصل اس دن ہر اُمت کی ایک شناختی علامت ہوگی جس سے ان کے نبی انھیں پہچانیں گے۔ -رواہ الطبرانی-

۳۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھنے کا شرف پائے گا۔ اور شیطان کبھی بھی میری شکل نہیں اَپنا سکتا۔ -متفق علیہ-

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھی کو دیکھا؛ کیوں کہ شیطان کی یہ مجال نہیں کہ وہ میرا روپ دھار سکے۔ -متفق علیہ-

۳۹- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسا ذکر الٰہی نہ بتادوں جو دن رات کے ذکر سے بڑھ کر ہو؟ یوں کہا کرو :

الحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ ، الحَمْدُ للّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ ، الحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا فِي السَّمٰواتِ وَمَا فِي الأَرْضِ ، الحَمْدُ للّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ ، وَالحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ ، وَالحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْئٍ ، وَالحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْئٍ .

اِسی کی مانند اللہ کی تسبیح بھی بیان کیا کرو۔ ان کلمات کو یاد کرلو اور اپنے بعد والوں کو بھی ضرور سکھا دو۔ -رواہ الطبرانی فی الکبیر-

۴۰- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اور دوزخی دوزخ میں، تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: اے جنتیو! بارگاہِ الٰہی میں چلو وہ تم سے کوئی وعدہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ لوگ عرض کریں گے، وہ کیا؟ ، کیا اس نے ہمارے نامہ اَعمال وزن دار نہ بنادیے، ہمارے چہرے روشن نہ فرمادیے، ہمیں جنت میں داخل نہ کردیا، اور جہنم کی آتش سوزاں سے بچا نہ لیا؟ اتنے میں حجاب اُٹھ جائے گا اور وہ اُس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ خدا کی قسم! اللہ نے انھیں جو کچھ بھی نعمتیں دی ہوں گی، دیدارِ باری تعالیٰ ان میں سب سے زیادہ محبوب ہوگی جسے دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔ -رواہ احمد-

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ o (سورۂ آل عمران: ۳/۳۱)

(اے حبیب!) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔

ندائے یارسول اللہ اور اُس کے اَغراض ومقاصد

ہر مؤمن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کو اپنی عبادت ودعا اور توسل میں محبت وخوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ندا کرتا ہے۔ یوں ہی دین ودنیا کا کوئی بھی معاملہ درپیش ہو اِستغاثہ واِستعانت کے لیے وہ بارگاہِ الٰہیہ ہی کا رخ کرتا ہے؛ کیوں کہ اللہ کے سوا اور ہے ہی کون جو اس کی مشکلیں آسان اور پریشانیاں کافور کر سکے۔

جہاں تک رہی بات ندائے یارسول اللہ، اور آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے کی، تو یہ اَصلاً محبت ونسبت، اور شوق وعقیدت کی کرشمہ گری ہوتی ہے کہ اُن کا ہر چاہنے والا اوران کی ہر ہر اَدا پر جان چھڑکنے والا انھیں پکار کر تسکین قلبِ حزیں کا سامان کرتا ہے۔ اور اس میں دراصل اُس اِحسانِ عظیم اور فضل عمیم کا شکر وسپاس بھی شامل ہوتا ہے جو عالم بشریت کو رحمۃ للعالمین کی شکل میں میسر آئی۔ اور ایسا کیوں نہ ہو باری تعالیٰ خود اپنی کتابِ مقدس میں اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت خوبصورت پیرائے میں ندا کرتا ہے، اور انھیں اعلیٰ الفاظ والقاب کے ساتھ یاد فرماتا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ندا کے بہت سے مواقع ہیں۔ خود قرآن کے اندر جہاں عاقل وغیر عاقل کے لیے ندا کا اِستعمال ہوا ہے، وہیں نظارۂ فطرت، زندہ و مردہ، اور آسمان وزمین نیز تہدید وغیرہ کے لیے بھی۔

ندا کے مقاصد : ندا کبھی طلب کے لیے ہوتی ہے، کبھی رفعت وتعظیم کے لیے، کبھی تعجب وتحقیر کے لیے ہوتی ہے، کبھی حسرت وامداد کے لیے، کبھی تخصیص کے لیے ہوتی ہے، کبھی براَنگیختگی کے لیے، کبھی زجر وتوبیخ کے لیے ہوتی ہے، کبھی کسی کو تکلیف پہنچانے کے لیے، کبھی کسی کی دل دہی کے لیے ہوتی ہے اور کبھی فریاد کے لیے۔

لیکن یہاں جو سرکارِ دوعالم سردارِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ندا کی

جارہی ہے وہ اَصلاً محبت وعظمت کے پیشِ نظر ہے، یہ شوق وعقیدت کی پکار ہے، اور یہ تعظیم وتکریم کی ندا ہے۔

اور فضل وشرف کے اِس عمل خیر میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم سے بہت پہلے بازی مارلے گئے ہیں، کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ندا کیا تھا، اور عشق ومحبت میں ڈوب کر انھیں پکارا تھا۔

یہ دیکھیں اَنبیا ومرسلین کے بعد عالم بشریت میں افضل ترین اِنسان' ابوبکر صدیق' رضی اللہ عنہ ہیں، جو تاجدارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد عالم وارفتگی میں گریہ کناں ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین اطہر کو چومتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

وا نبیاه وا خلیلاه وا صفیاه یا رسول اللّٰه بأبی أنت وأمی طبت حیا ومیتا ، اذکرنا یا محمد عند ربک ، ولنکن من بالک ، اللّٰهم أبلغ نبیک عنا واحفظه فینا .

یعنی ہائے میرے پیارے نبی، ہائے میرے عظیم خلیل، ہائے برگزیدۂ خلائق، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ قربان جائیں، آپ کی موت وحیات دونوں پاکیزگی میں اپنا جواب آپ رہی۔ اے محمد مصطفیٰ! ہمیں بھی اپنے پروردگار کے حضور یاد کرلیجیے گا۔ ہمیں اپنوں میں شامل رکھیے گا۔ مولا! اپنے پیارے نبی کو ہماری طرف سے پورا پورا اَجر عطا فرما اور انھیں ہم میں محفوظ رکھ۔

اور یہ ہیں حورانِ بہشت کی سردار لختِ جگر احمد مختار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو پردہ فرما جانے کے بعد آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوتی ہیں:

یا أبتاه أجاب ربا دعاه ، یا أبتاه إلی جبریل ننعاه ، یا أبتاه جنة الفردوس مأواه ، یا أبتاه من ربه ما أدناه .

یعنی اے میرے عظیم باپ! رب کی پکار پر لبیک فرما کر آپ ہم سے جدا

ہو گئے۔اے والد گرامی! آپ حضرت جبرئیل کی طرف مائل پرواز ہو گئے۔
اے میرے بابا! جنت الفردوس آپ کی آرام گاہ ہے۔اے والد ماجد! اللہ پاک
نے آپ کو کتنا قریب بلالیا ہے۔

جب اس سے جی نہ بھرا تو پھر شعر کا سہارا لے کر بارگاہِ رسول میں عرض کرتی ہیں :

یا خاتم الرسل المبارک ضوء ہ
صلی علیک منزل الفرقان

یعنی اے سلسلہ رسالت پر مہر لگانے والی عظیم ہستی! آپ کے اَنوارِ نبوت کی
تابانی کا کیا کہنا! آپ کی عظمت و رفعتِ شان کے لیے یہ کم تو نہیں کہ قرآن کا
نازل کرنے والا آپ کی بارگاہ میں درود کے تحفے پیش کر رہا ہے!۔

یوں ہی سرکار کی چچی حضرت سیدہ اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا یوں اپنے
دردِ دل کا اِظہار کرتی ہیں :

ألا یا رسول اللّٰہ أنت رجاء نا
وأنت بنا برا ولم تک جافیا

یعنی اے اللہ کے رسول! بلاشبہہ آپ ہی ہماری شمعِ اُمید اور ہمارا آخری سہارا
تھے،ساری زندگی آپ نے لوگوں کو اچھائی بانٹنے میں گزار دی،اور آپ نے کبھی
بھی ترش روئی اور بدسلوکی کا مظاہرہ نہ فرمایا۔

اور یہ ہیں شاعر النبی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اپنا درد و کسک یوں بیان
کرتے ہیں :

فبورکت یاقبر الرسول وبورکت
بلاد ثوی فیها الرشید المسدد

یعنی اے تربت رسول! تو کتنی بابرکت وعظمت ہے ،اور اے شہرِمحبت!

تو کتنا رفیع المرتبت ہے کہ تجھ میں رشد وہدایت کا آفتابِ رسالت خوابیدہ ہے۔

اسی قصیدے میں آگے چل کر ندا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں :

یابکر آمنة المبارک بکـرها

ولدته محصنة بسعد الأسعد

یعنی اے آمنہ کے مبارک اکلوتے! قربان جاؤں میں تجھ پر اے آمنہ! تو نے کیسے پاکیزہ اور ستھرے وجودِ مسعود کو شرفِ تولد بخشا ہے!۔

تو مذکورہ مثالوں میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ یہاں جو ندائے یارسول اللہ استعمال ہوا ہے وہ اصلاً حزن والم، اور شوق ومحبت کا آئینہ دار ہے۔

یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت کیوں کرتے ہیں؟

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کے تیس (۳۰) فوائد ہیں :

خداوند قدوس نے اِرشاد فرمایا :

یٰـأَیُّهَا الَّـذِیْـنَ آمَـنُوا إِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوَاکُمْ صَدَقَةً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَأَطْهَرُ o (سورۂ مجادلہ:۱۲/۵۸)

اے ایمان والو! جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی راز کی بات تنہائی میں عرض کرنا چاہو تو اپنی رازدارانہ بات کہنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرلیا کرو، یہ (عمل) تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔

حضور رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: یاد رہے کہ تم میں کا ہر کوئی اپنے رب سے (جداگانہ رنگ وآہنگ میں) دعا ومناجات کرتا ہے؛ سو اپنی دعا کرنے میں اپنی آوازیں اتنی بلند نہ کرنا کہ دوسروں کے لیے الجھن اور خلل کا باعث ہو۔

یارسول اللہ! یہ بھی ایک مناجات ہے۔ آپ چوں کہ مخلوقاتِ الٰہیہ میں سب سے برگزیدہ ہیں اس لیے آپ کی اُمت کے ہر مسلم مرد وعورت کی طرف سے آپ کی بارگاہِ قدس میں ایک پُر درد عریضہ ہے، جسے لے کر میں حاضر آیا ہوں۔

نجویٰ: دراصل قلب وباطن کے اندر چھپے محبت کے حقیقی جذبات کا نام ہے۔ پیارے آقا! اللہ آپ پر آپ کی آلِ اطہار پر اور آپ کے صحابۂ اَخیار پر رحمتیں برکتیں نازل فرمائے۔

۱ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے پیار ہے؛ کیوں کہ آپ اللہ کے پیارے ہیں۔ جب اللہ خالق ہوکر آپ سے محبت کرتا ہے تو ہم مخلوق ہوکر آپ سے محبت کیوں نہ کریں!۔

۲ یارسول اللہ! ہم آپ سے دل کی گہرائیوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کی محبت، نہ صرف قربتِ الٰہیہ کا بہترین وسیلہ ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی افضل ترین عبادت بھی ہے۔

۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر اپنی جانیں چھڑکتے ہیں؛ اس لیے کہ آپ کی محبت ہی ہمارا سرمایۂ ایمان ہے۔ آپ کے شوقِ ملاقات میں ہم ماہیِ بے آب بنے ہوئے ہیں۔ آپ کی قربت کے آرزومند ہیں۔ اور آپ کے لطف وکرم کے جویاں۔

۴ یارسول اللہ! آپ کی محبت ہماری نس نس میں سمائی ہوئی ہے؛ اس لیے ہم نے خدا معلوم کتنی بار بارگاہِ خداوندی میں آپ کے دیدار کی عرضی پیش کی ہے!۔

۵ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے اَٹوٹ عشق ہے؛ خدا کرے ہمارا یہ عشق جنت کے فردوسِ اعلیٰ میں ہمیں آپ کی معیت میں رہنے کا شرف بخش دے۔

۶ یارسول اللہ! ہم آپ سے قلبی چاہت رکھتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کی کتابِ زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

۷ یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کی سیرتِ طیبہ ہمارے لیے کھلا قرآن ہے۔

۸ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے محبت ہے؛ کیوں کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ سراپا دین واَخلاق ہے۔ آپ کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والا ہی خدا کے یہاں عزیز ہے؛ ورنہ آپ کی روش سے ہٹ کر چلنے والا تو دنیا وآخرت کی رسوائی مول لے رہا ہے۔

۹ یارسول اللہ! ہم آپ سے پیار کرتے ہیں؛ کیوں کہ لب ہائے نبوت سے نکلے ہوئے ارشادات اور آپ کے افعالِ مبارکہ مینارۂ ہدایت ونور اور گہوارہ خیروسرور ہیں۔

۱۰ یارسول اللہ! ہم آپ کا نام سن کر سر دھنتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کے اقوال وافعال اِس دنیا میں بھی ہمارے لیے سرتاپا خیر ہی خیر ہیں۔

۱۱ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے دلی لگاؤ ہے؛ اس لیے کہ آپ نے خوب خوب تگ ودو فرمائی، اور ہر قسم کی تکلیف ومشقت برداشت کی، کیوں؟ تاکہ ہمیں آرام ملے، اور ہم چین کا سانس لیں۔ تو اللہ کے فضل واِحسان کے بعد اگر ہم پر کسی کا بھاری اِحسان ہے تو یارسول اللہ! وہ آپ ہی کا ہے جس کا ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ بلاشبہہ آپ نے پیغامِ الٰہی پہنچادیا، اَمانت ربانی کا حق اَدا کردیا، اُمت کی خوب خیرخواہی فرمائی، اور اللہ نے آپ کے طفیل دردوغم کے بادل چھانٹ دیے۔

۱۲ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے اُلفت ہے؛ اس لیے کہ آپ کی سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو ہمارے لیے سامانِ صد عبرت ونصیحت ہے، جن پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنے دونوں جہان اچھے کرسکتے ہیں۔

۱۳ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے پیار ہے؛ کیوں کہ اللہ نے آپ کو ہمارے لیے آئیڈیل اور نمونہ قراردیا ہے، اور ہمیں آپ پر درود وسلام نچھاور کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔

۱۴ یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت کرتے ہیں؛ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو نورِ سراپا بناکر جلوہ گر فرمایا ہے تاکہ آپ ہماری حیات کی تاریکیوں کو نور بداماں

کر دیں۔اور آپ ہم پر کتنے مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

۱۵ یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت رکھتے ہیں؛ کیوں کہ آپ ہی ہماری شفاعت کرنے والے، ہماری گواہی دینے والے، ہمیں خوش خبری سنانے والے، ہمیں ڈرانے والے، اور حکم الٰہی سے اُس کی طرف بلانے والے ہیں۔اور ایک چمکتا ہوا سورج ہیں جو جہنم جہنم کی تیرگی کو دور کر کے رکھ دینے والا ہے۔

۱۶ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے پیار ہے؛ کیوں کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ کائناتِ انسانی کا حسین ترین باب، شیریں ترین نغمہ اور بیش قیمت سرمایہ ہے۔

۱۷ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے محبت ہے؛ کیوں کہ آپ کی مقدس زندگی اور آپ کا کردار بے غبار دنیا کی ایک دلچسپ تاریخ، اور ایک نا قابل شکن ریکارڈ ہے۔

۱۸ یارسول اللہ! ہم آپ سے عشق وعقیدت رکھتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کا عشق مشاہیر تاریخ اور قائدینِ اُمت کے لیے ایک عظیم تحفہ، اور فضل ومجد کا زرّیں تمغہ ہے۔

۱۹ یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت کرتے ہیں؛ کیوں کہ آپ کی محبت وہدایت قیامت تک آنے والے قائدین اور سربرآوردہ شخصیات کے لیے مشعل راہ ہے۔

۲۰ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے پیار ہے؛ کیوں کہ اللہ بھی آپ سے پیار کرتا ہے، اور آپ کے شرف ومجد کا چرچا کرتا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارگاہِ الٰہیہ میں آپ کی کیا قدر ومنزلت ہے!۔

۲۱ یارسول اللہ! ہمارے دل کے آبگینے آپ کی شرابِ محبت سے لبریز ہیں؛ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی محبت وعظمت کا جس طرح تار چھیڑا ہے، اس سے دیگر انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی فضیلت وبزرگی اُبھر کر سامنے آجاتی ہے۔ یہ محبت کا اوجِ کمال ہی تو ہے کہ پروردگار نے آپ کے نام کو اپنے نام سے

نکالا ہے،اور پھراس نے اپنے نام کے ساتھ آپ کے نام کوملا لیا ہے۔

۲۲ یارسول اللہ! ہم آپ سے پیار کرتے ہیں؛ کیوں کہ اس دنیا میں اللہ جل مجدہ نے آپ کو جوشرف وبزرگی بخشی ہے وہ تو ہے ہی، بروزِ قیامت بھی اللہ رب العزت کے روبروآپ جملہ اولادِ آدم کے سرداراور مقتدا ہوں گے۔

۲۳ یارسول اللہ! ہم آپ سے پیار کیوں نہ کریں کہ آپ کی حیاتِ طیبہ بھی ہمارے لیے سرچشمہ خیر ہے اورآپ کا دنیا سے پردہ فرما جانا بھی ہمارے لیے ذریعہ خیر ہے۔یوں ہی آپ کا ذکرجمیل اورآپ پر درود وسلام یہ سب ہمارے لیے خیر کے سوتے ہیں۔

۲۴ یارسول اللہ! ہم آپ سے اُلفت کیوں نہ رکھیں کہ آپ کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مبارکہ کتاب وسنت کی تفہیم میں ہماری معاون ہیں، اور اُن سے بہت سی گنجلک آیات ومقامات کی تفسیر وتحلیل ہو جاتی ہے۔

۲۵ یارسول اللہ! ہم آپ سے عشق کیوں نہ کریں کہ آپ نے خیر وفلاح کا کوئی ایسا عمل نہیں جسے ہمیں بتا نہ دیا ہو۔یوں ہی ہلاکت ورسوائی کا کوئی ایسا موڑ نہیں جس سے بچنے کی ہمیں تنبیہ وتاکید نہ کردی ہو۔

۲۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر جانیں کیوں نہ نچھاور کریں کہ آپ ایک زندۂ جاوید مثال، زرّیں نمونہ،اورایک حسین وکامل ترین آئیڈیل ہیں۔بچوں کے لیے بھی اور جوانوں کے لیے بھی۔تربیت شناس معلم کے لیے بھی اور مثالی شوہر کے لیے بھی۔انصاف پسند حاکم کے لیے بھی اور سرفروش قائد اور مشفق باپ کے لیے بھی......بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زندگی کے ہر موڑ پر عالم انسانیت کے لیے آپ کی شخصیت خضر راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۲۷ یارسول اللہ! ہم آپ سے ٹوٹ کر محبت اس لیے کرتے ہیں تا کہ حتی المقدور آپ کی

شخصیت طیبہ کو آپ کی حیات وظروف کے حوالے سے سمجھ کر خود کو اس رنگ میں ڈھال سکیں؛ کیوں کہ آپ کائنات کی صرف ایک عبقری شخصیت یا بطل عظیم ہی نہیں؛ بلکہ آپ اللہ کے مقرب نبی اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں۔

۲۸ یارسول اللہ! ہم آپ سے اَٹوٹ رشتۂ محبت اُستوار کیوں نہ کریں کہ آپ کے اخلاقِ عالیہ نے ہمیں اخلاق کا درس دیا۔ آپ کی سجدہ ریزیوں اور عبادت گزاریوں نے ہمیں معبودِ حقیقی کے روبرو جھکنے اور جبہ سائی کرنے کا شعور بخشا۔ آپ کی داستانِ شجاعت نے ہم میں بہادری و جواں مردی کی لہر دوڑا دی، اور غیر کے خوف و ہراس سے نکال کر ہم میں صرف اللہ جل مجدہ کی خشیت کا رنگ بھر دیا۔ آپ کے جود وکرم نے ہمارے اندر جود وسخاوت کی خو پیدا کر دی۔ الغرض! آپ کے اندر جو صفتیں تھیں ایک مومن ہونے کے ناطے اللہ نے ان کی کچھ خیرات سے ہمیں بھی بہرہ ور فرمایا، اور آج ہم میں جو بھی خیر وخوبی ہے یارسول اللہ! وہ آپ ہی کے نعلین کا صدقہ ہے۔

۲۹ یارسول اللہ! ہم آپ سے محبت کیوں نہ کریں کہ ہر چیز میں، ہر ایک میں اور ہر زمانے میں آپ کا مرتبہ ومقام رفعت وکمال کی جملہ چوٹیوں سے پرے ہے۔

۳۰ یارسول اللہ! ہمیں آپ سے محبت ہے؛ (اور اللہ ہمارے اس دعوئ محبت کو سچ کر دکھائے) تا کہ آپ کے دست اَقدس سے کوثر کے میٹھے اور روح افزا جام بھر بھر کر پئیں، اور اتنا پئیں کہ پھر کبھی پیاس کا اِحساس ہی نہ ہو۔

تا کہ آپ کے روے تاباں اور جبینِ درخشاں کی طرف دیکھتے رہنے کا شرف میسر آئے۔

تا کہ حضورِ الٰہ میں رواں دواں نہروں اور مہکتے دمکتے باغاتِ بریں کے آس پاس آپ کے پاکیزہ وخوشگوار پڑوس میں بیٹھنا نصیب ہو۔

اللہم آمین، اللہم آمین، اللہم آمین.

یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیوں بھیجتے ہیں؟

والیِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے پچاس (۵۰) فوائد ہیں :

اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا o (سورۂ احزاب:۵۶/۳۳)

بیشک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کی دس خطائیں بخش دیتا ہے، اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔

یارسول اللہ! یہ ایک دردانگیز مناجات ہے۔ آپ چوں کہ برگزیدۂ خلائق ٹھہرے؛ سو اُمت مسلمہ کے ہر مرد وعورت کی طرف سے آپ کی بارگاہِ قدس میں یہ پُر درد عریضہ ہے۔

نجویٰ: دراصل قلب و باطن کے اندر چھپے محبت کے حقیقی جذبات کا نام ہے، جو محبوب کا نام سنتے ہی درونِ دل سے بے ساختہ اُبھر آتے ہیں۔

پیارے آقا! اللہ آپ پر، آپ کی آلِ اطہار پر، آپ کے صحابۂ اَخیار، اور قیامت تک آپ کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

۱ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ اللہ کو یاد کرنے کا بہانہ، اس سے دعا مانگنے کا وسیلہ، اور اس کی جملہ عبادتوں میں سے عمدہ ترین عبادت ہے۔

۲ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ طاعت الٰہی اور حکم کردگار

کی تعمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔

۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ عمل ہمیں اللہ کے ایک عمل خاص یعنی درود پڑھنے کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

۴ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ اپنے اس عمل کے ذریعہ ہم اللہ کے فرشتوں کے عمل کے ساتھ موافقت کر پاتے ہیں۔

۵ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ عمل ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دس رحمتیں دلواتا ہے۔

۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ اس کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے دس درجے بلند کرتا ہے، مزید دس نیکیاں بھی عطا کرتا ہے۔

۷ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ اس عمل کے باعث اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری دس خطائیں مٹا دیتا ہے، اور ہمارے گناہوں کو آب عفو ومغفرت سے دھل دیتا ہے۔

۸ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں تاکہ یہ ہمارے لیے نیکیوں اور بندگیوں میں اِضافے کا باعث بن جائے۔

۹ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ فرشتے ہمیں اپنی دعاے مغفرت میں یاد کر سکیں۔

۱۰ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اللہ اس کی برکت سے ہماری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخش دے، اور تاکہ ہماری دعائیں زمین وآسمان کے درمیان معلق نہ رہیں۔

۱۱ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کے ذریعہ ہم آپ کی شفاعت میں حصہ ڈال سکیں اور آپ بروزِ قیامت اُس کی گواہی دے سکیں۔

۱۲ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ عرصہ محشر میں ہمیں آپ کی سکون بخش قربت عطا کرے گا۔

۱۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ ہمارا درود وسلام پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے کسی حاجت مند کو صدقہ دینا۔

۱۴ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکت سے ہماری مرادیں برآئیں۔

۱۵ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی وجہ سے ہم فرشتوں کی سلامی اور ان کی دعائیں پاسکیں۔

۱۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہمارا یہ درود وسلام ہمارے قلب و باطن کی طہارت و پاکیزگی اور اطمینان وسکون کا ذریعہ بن جائے۔

۱۷ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہمارا یہ درود مرنے سے پہلے ہمیں جنت کا مژدۂ جاں فزا سنا جائے۔

۱۸ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہمارا یہ درود قیامت کی داروگیر اور ہولناکیوں سے ہمیں نجات عطا کرے۔

۱۹ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ آقا ہم پر کرم فرماتے ہوئے اپنے سلامِ مبارک اور صدقۂ رحمۃ للعالمینی سے نوازیں۔

۲۰ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتیں بھولی ہوئی چیز ہمیں دوبارہ یاد دِلا دیں۔

۲۱ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتیں ہمیں غربت کے چنگل سے باہر نکال سکیں۔

۲۲ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ اس کی برکتیں ہماری محفلوں کو معطر معطر کردیں، اور بروزِ قیامت وہ ہمارے لیے باعث ندامت نہ بنیں۔

۲۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ بخل وکنجوسی کا داغ ہمارے ماتھوں سے چھوٹ جائے؛ اور کوئی طعنہ نہ دے کہ کیسا نامراد اُمتی ہے کہ اپنے محبوب کا نام سن کر بھی ان پر درود نہیں بھیجتا!۔

۲۴ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ آپ کی خصوصی دعاؤں میں شامل ہوکر اپنی نجات کا سامان کرسکیں؛ ورنہ ناک رگڑتے رہ جائیں گے اور بچاؤ کی کوئی سبیل نہ ہوگی!۔

۲۵ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ یہ شمع درود وسلام ہمیں راہِ جنت سجھادے۔ یارسول اللہ! آپ پر درود وسلام بھیجے بغیر نہ تو جنت پاسکتے ہیں، نہ راہِ جنت اور نہ خالق جنت!۔

۲۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ مجلس کی نحوست ووبال سے اپنا دامن بچاسکیں؛ کیوں کہ جو محفل اللہ ورسول کا نام لیے بغیر برخواست ہوگئی، وہ مصیبت وفضیحت ہے۔

۲۷ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ ہمارا یہ درود وسلام ہماری بات بنا جائے اور ہمارا کلام تکمیل آشنا کردے؛ اسی لیے ہم اپنی گفتگو کا آغاز حمد الٰہی اور صلوٰۃِ رسالت پناہی سے کرتے ہیں۔

۲۸ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ اس کی برکتیں کل بروزِ قیامت پل صراط پر ہمارے لیے مینارۂ نور کا کام دیں۔

۲۹ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تا کہ میں آپ کا ناخلف اُمتی

کہہ کر نہ پکارا جاؤں، اور وفاداروں کی فہرست میں میرا نام مندرج ہو۔

۳۰ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ملأ اعلیٰ میں ہمیں یاد فرمائے، اور آسمان وزمین والوں میں ہمارا چرچا کرے۔

۳۱ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہمارا یہ درود وسلام ہم میں خودشناسی کا جوہر پیدا کردے، ہمیں حسن عمل سے آراستہ کردے، ہماری عمروں میں برکتیں ڈال دے اور کاموں کو سلیقہ مندی سے سرانجام دینے کا جذبہ پھونک دے۔

۳۲ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اللہ کی رحمتیں ہمارے سروں پر سایہ فگن رہیں۔

۳۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے شمع ہدایت ہمارے لیے ہمیشہ روشن رہے اور دل کی دنیا سنورتی نکھرتی رہے۔

۳۴ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ محبت کا اٹوٹ رشتہ آپ کے ساتھ سدا قائم رکھ سکیں، اور تاکہ اس میں دن دونی چار چوگنی ترقی ہوتی رہے۔

۳۵ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ آپ بھی ہمیں اپنے چاہنے والوں کی قطار میں شمار فرمالیں۔

۳۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے ہمارا نام اور چرچا آپ کی بارگاہ میں پیش ہوتا رہے۔

۳۷ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتیں ہمارے قدم کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ سکیں، اور ہم ثبات قدمی کے ساتھ اس پر چلتے رہیں۔

۳۸ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس سے آپ کے حقوق کی کچھ نہ کچھ ادائیگی ہوجائے؛ مگر آقا! آپ نے جو اِحسانات ہم پر فرمائے ہیں، کیا

وہ بھی کبھی اُتارے جاسکتے ہیں!!!۔

۳۹ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج کر جو عظیم اِحسان وکرم فرمایا ہے تو اس درود وسلام کے ضمن میں کچھ اس مالک ومولی کا بھی شکر اَدا ہوسکے، اور اس کا چرچا کیا جاسکے۔

۴۰ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیاوآخرت کی ساری فکریں اور اُلجھنیں ہم سے دور فردے۔

۴۱ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سے راضی وخوش ہوجائے، اورہمیں سایۂ عرش تلے جگہ عطافرمائے۔

۴۲ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے کل بروزِ قیامت ہمارا میزانِ عمل بھاری ہوجائے۔

۴۳ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ آپ کے حوضِ کوثر پر اُترنا نصیب ہو، اور اس کا میٹھا وروح اَفزا جام پی کر میدانِ محشر کی قیامت خیز پیاس سے ہمیں اَمن مل سکے۔

۴۴ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہم اس درود وسلام کی برکت سے لوگوں میں آپ سے زیادہ قریب ہوسکیں، اوران سے زیادہ آپ (کی لطف وعنایت) کے حقدار بن سکیں۔

۴۵ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکت سے قربِ مولا نصیب ہو۔

۴۶ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے ہمارا دل

نفاق کی بیماریوں سے پاک ہوجائے، اور ہر طرح کے زنگ اس سے چھوٹ جائیں۔

۴۷ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ ہمارے دل سے لوگوں کی محبتیں نکل جائیں، اور اس میں صرف آپ کے اُنوارِ محبت سما سکیں۔

۴۸ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ آقا کبھی ہم غلاموں کے خواب میں جلوہ گر ہوکر مدتوں کی حسرتِ دید مٹائیں۔

۴۹ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں؛ تاکہ اس کی برکتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں جہنم کی آتش سوزاں سے نجات عطا فرمائے۔

۵۰ یارسول اللہ! ہم آپ پر درود وسلام اس لیے بھیجتے ہیں کہ یہ بڑا بابرکت اور فضیلت والا عمل ہے، اور دین ودنیا میں اس کے بڑے فوائد اور منافع ہیں۔

ملاحظہ: یہ سارے فوائد اُصلاً علامہ ابن قیم جوزیہ اور امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمہ کی تحریروں سے ماخوذ ہیں، ہاں! میں نے ان میں اپنے ذوق کے مطابق کچھ حذف واضافہ ضرور کردیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلالٍ مُّبِیْنٍ o (سورۂ آل عمران: ۳/۱۶۴)

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا اِحسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسی عظیم محبت کرتا ہے، ایسی نہ اس نے کبھی کسی نبی سے کی اور نہ کسی بشر سے۔ سچ یہ ہے کہ محبوب ومحبّ کا معاملہ حرف وصوت کی دسترس سے باہر ہوا کرتا ہے۔ آپ ذرا سوچیں کہ اللہ رب العزت نے جہاں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر ظاہر وباطن کی جملہ خوبیاں اِکٹھا فرما دی تھیں، وہیں ان کے مبارک نسب کو بھی بڑا بلند اور پاکیزہ بنایا تھا؛ تاکہ محبوب، مجموعۂ خوباں اور سراپائے کمال ہو جائے۔

(حسن یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری)

اسم گرامی: محمد ، احمد ، (مصطفیٰ ، مختار ، ہادی)۔

والد کا نام: عبداللہ (الذبیح)

دادا کا نام: عبدالمطلب (شیبۃ الحمد)

خاندان کا نام: بنو ہاشم (عمرو العلا)

دادی کا نام: فاطمہ بنت عمر۔ دادیہالی خاندان: مخزوم

کنیت: ابوالقاسم ، ابوالزہراء ، ابواِبراہیم

لقب: صادق وامین

صفت: رؤف، رحیم

مادر گرامی: آمنہ (قریش کی سب سے پاکباز اور افضل خاتون)

نانا کا نام: وہب

نانی کا نام: برۃ بنت عبد العزیٰ

نانیہالی خاندان: بنو زہرۃ۔ قبیلہ کا نام: قریش (فہر)

جد اعلیٰ: اسماعیل (الذبیح) ابن ابراہیم (خلیل اللہ)

دایہ کا نام: الشفاء الزہریہ (عبد الرحمٰن بن عوف کی ماں)

دائی کا نام: اُم ایمن (برکۃ الحبشیۃ) (اُسامہ بن زید کی ماں)

دودھ پلانے والیوں کے نام: ثویبہ اسلمیۃ ، حلیمہ سعدیہ (ام کبشہ) ، اُم ایمن (برکۃ الحبشیۃ)

رضاعی باپ کا نام: حارث سعدی (ابو کبشہ)

رنگ: سفید مائل بسرخی۔

آنکھیں: سیاہ

زلفیں: کالی، ملائم، نسبتاً گھنگھریالی

اِمتیازی نشان: مہر نبوت (پشت پر اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا) ، ریش مبارک: لمبی اور بڑی۔ سینۂ مبارکہ پر شق صدر کا اثر۔

یوم میلاد: سوموار کی فجر کے وقت

تاریخ میلاد: ۱۲/ربیع الاوّل۔ واقعۂ فیل کے سال، ہجرت سے ۵۳ سال قبل۔

تاریخ میلاد: ۲۰/اپریل/۵۷۰ء۔

جاے ولادت: مکہ مکرمہ۔ شہر ولادت: حجاز۔

جاے وصال: مدینہ منورہ۔ شہر وفات: حجاز۔

یوم وصال: سوموار بوقت چاشت۔

ماہِ وصال: ۱۲/ربیع الاوّل۔

سالِ وصال: ۱۱ ہجری۔ واقعۂ فیل کے چونسٹھویں سال۔ عیسوی تاریخ: ۶۳۲ء۔

منصب: اللہ کے رسول و نبی۔

شہرِ اقامت: مدینہ منورۃ۔

جاے کارکردگی: مکہ مکرمہ (خصوصاً) اور کل روے زمین (عموماً)

اَزواجِ مطہرات:

(۱) خدیجہ بنت خویلد (الطاہرۃ) (اسلام کی پہلی خاتون) (ساری بیویوں میں خیر و برتر) (سب میں محبوب ترین) (خواتین کائنات کی سردار) (سرکار کے بچوں کی ماں)

(۲) سودہ بنت زمعہ (ضعیف مہاجرۃ)

(۳) عائشہ بنت ابوبکر الصدیق (محبوبۂ محبوبِ رب العالمین)

(۴) حفصہ بنت الفاروق (اوراقِ قرآنی کی محافظہ)

(۵) زینب بنت خزیمہ (اُم المساکین) (حضرت خدیجہ کے بعد جملہ اَزواج میں پہلے وفات پانے والی)

(۶) اُم سلمہ مخزومیہ (ہند) (دو ہجرتیں کرنے والی) (سب سے اَخیر میں وفات پانے والی)

(۷) زینب بنت جحش (سب میں معزز ترین)، (پاکباز)

(۸) جویریہ بنت الحارث (پاکباز) (اپنے قوم کی آنکھ کا تارا)

(۹) اُم حبیبہ بنت ابوسفیان (ہند) (صبر دار مہاجرہ)

(۱۰) صفیہ بنت حیی (عقیلہ بنی نضیر)

(۱۱) میمونہ بنت الحارث (پاکباز) (سب سے آخری زوجہ)

(۱۲) ماریہ قبطیہ (حضرت اِبراہیم کی ماں)

(۱۳) ریحانہ بنت شمعون

صاحبزادگان: (۳) قاسم، عبداللہ (طیب، طاہر)، اِبراہیم۔

صاحبزادیاں: (۴) زینب (الکبریٰ)، رقیہ (دو ہجرتیں کرنے والی)، ام کلثوم، فاطمہ (زہراء، بتول، اُم اَبیہا، کائنات کی عورتوں کی سردار)۔

داماد: (۳) عثمان، علی، ابوالعاص بن ربیع (لقیط) (القاسم)۔

نواسے: (۶) حسن، حسین، محسن (صاحبزادگانِ فاطمہ)، علی (ابن زینب)، عبداللہ (ابن رقیہ)۔

نواسیاں: (۴) رقیہ، زینب، ام کلثوم (حضرت فاطمہ کی صاحبزادیاں)، اُمامہ (بنت زینب)۔

چچا: (۱۲) عباس، حمزہ، ابوطالب (عبدمناف)، ابولہب (عبدالعزیٰ)، ضرار، مقوم (عبدالکعبہ)، زبیر، حارث، قثم، حجل (مغیرہ)، غیداق (نوفل)۔

چچیاں: (۶) عاتکہ، اُمیمہ، برہ، صفیہ، اُم حکیم (اُم الحکم) (البیضاء)، اروی۔

ماموں: عبدیغوث بن وہب۔

خالائیں: کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

رضاعی بھائی: (۵) حمزہ بن عبدالمطلب (آپ کے چچا) (سردارِ شہیداں) (اللہ ورسول کے شیر)، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (چچازاد)، مسروح بن ثویبہ، ابوسلمہ مخزومی، عبداللہ بن حارث سعدی (حلیمہ سعدیہ کا بیٹا)۔

رضاعی بہنیں: (۲) شیماء بنت حارث (ماہر، خدمت گزار، اپنائیت رکھنے والی)، انیسہ بنت حارث (حضرت حلیمہ سعدیہ کی صاحبزادیاں)۔

مصادر: سیرتِ ابن کثیر، الشجرۃ النبویۃ مقدسی (ابن المبرد)، جوامع السیر، ابن حزم، شرح الشفاء، آلانی، نور العیون ابن سید الناس۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ o

(سورۂ احزاب: ۶/۳۳)

یہ نبیِ (مکرم) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔

چار اہم نکات (اللہ، محمد، صلوٰۃ، سلام)

یہ چار کلمے ایسے ہیں جن کے معانی و مفاہیم نہ صرف ہر مسلمان کے لوحِ قلب و ذہن پر کندہ ہونے چاہئیں؛ بلکہ ہر وقت ان کی تکرار کرنا اور لبوں کو ان کے ذکر سے تر رکھنا اس کا وظیفہ حیات ہونا چاہیے؛ کیوں کہ ان کا تعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس کے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی۔

لفظ 'اللہ' کے چھ معانی: اِلٰہ، معبود، محبوب، مجیر، مجتَب، معتمد علیہ۔

لفظ 'محمد' کے نو معانی: کثیر حمد وثنا والے، بہت زیادہ فضیلتیں رکھنے والے، حد سے زیادہ تعریف کیے جانے والے، قابل تعریف خصلتوں والے، بہت زیادہ شکریہ اَدا کیے جانے والے، بار بار، بہ تکرار تحفہ شکریہ پانے والے، مبالغے کے ساتھ شکریہ اَدا کیے جانے والے، شرف و بزرگی والے، اکرام و تعظیم کے مستحق۔

لفظ 'صلوٰۃ' کے چودہ معانی: رحمت، دعا، تزکیہ، بخشش، بزرگی، حصولِ برکت، ثنا، حمد، عمومی عبادت، خانۂ نماز، مخصوص عبادت، دخولِ جہنم، آگ کا بھڑکانا، داخل ہونا۔

لفظ 'سلام' کے سولہ معانی: اَسمائے الٰہیہ میں سے ایک نام، آفتوں سے بچاؤ، کسی کے سپرد کرنا، سلام کرنا، ثنا، صلح، رضا، سبب، طاعت وانقیاد، آہستگی اور قرار، نکالنا اور دینا، اعتراف، ایک زبردست درخت، ٹھوس پتھر، دین اور اخلاص، نیز خیر۔

مصادر: المفردات وقاموس القرآن: راغب اصفہانی، وفقیہ دامغانی رحمہما اللہ۔

حضور والی کونین محبوب ربُّ المشرقین والمغربین نے ارشاد فرمایا: ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ نجی اللہ ہیں، عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں؛ مگر یاد رکھنا میں حبیب اللہ ہوں، اور یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا۔

لیکن اب سوال یہ ہے کہ ایسی عظیم ہستی پر ہم درود وسلام بھیجیں کیسے؟، پیمانۂ محبت کیا ہو؟۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیمانۂ محبت کو جانچنے کے لیے چودہ سوال:

ہر اُمتی کے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لیتی رہتی ہے کہ وہ عشق ومحبت نبوی کے اعلیٰ مقام اور اوجِ کمال پر پہنچ جائے؛ لہٰذا اس خواہش کو جامۂ حقیقت پہنانے کے لیے اور محض دعوئ محبت کے خول سے باہر آنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس تعلق سے اللہ ربُّ العزت کی مدد واِستعانت چاہے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے: آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس کی محبت اس نے دل میں رچائی ہوگی۔ اللہ ہمیں ایسی سچی اور خالص محبت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

۱ کیا اُن پر درود وسلام بھیجنے کی تڑپ دل میں اُٹھتی رہتی ہے؟۔

۲ درود وسلام پڑھتے وقت کوئی لذت یا کیف محسوس ہوتا ہے؟۔

۳ کیا ہر مجلس و محفل میں ہم اُن پر درود و سلام پڑھتے ہیں؟۔

۴ کیا ہم اخلاص و سنجیدگی کے ساتھ ان پر درود و سلام پیش کرتے ہیں؟۔

۵ کیا ہم مودبانہ اور باخشوع ان کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھتے ہیں؟۔

۶ کیا ہم شوق و محبت کے ساتھ ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں؟۔

۷ کیا اُن پر درود و سلام بھیجتے وقت کبھی ہماری آنکھیں اشک بار بھی ہو جاتی ہیں؟۔

۸ کیا درود و سلام بھیجتے وقت ہمیں کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بارگاہِ نبوی میں یہ نذرانۂ درود و سلام میرے نزدیک ہر چیز سے محبوب ہے، اور میری جان و سانس سے بھی زیادہ اہم تر ہے۔

۹ کیا درود و سلام بھیجتے وقت کبھی ایسا لگا کہ ہم اُن کے بہت ہی قریب ہیں؟۔

۱۰ کیا کبھی ایسا محسوس ہوا کہ بہت زیادہ درود و سلام بھیج کر بھی ہم ان کا حق کما حقہ اَدا نہیں کر سکے ہیں؟۔

۱۱ کیا کبھی یہ اِحساس ہم میں جا گا کہ ہمارے اِس درود و سلام نے ہماری زبانوں کو مشکبار کر دیا ہے اور ہماری محفلوں کو خوشبو دار بنا گیا ہے؟۔

۱۲ کیا ہم پورے اِنہماک کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہیں یا درود و سلام کے دوران ہماری توجہ کہیں اور ہوتی ہے، اور ہماری نقل و حرکت بدستور جاری رہتی ہے؟۔

۱۳ کیا ہم ان پر اس لیے درود و سلام بھیجتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فردوسِ اعلیٰ میں ان کی زیارت سے ہمیں مشرف فرمائے؟۔

۱۴ کیا ہم اُن پر اس لیے درود و سلام پڑھتے ہیں کہ خداوند قدوس خواب میں ان کی زیارت سے ہمیں شادکام فرما دے؟۔

عشق و محبتِ نبوی کا دعویٰ کرنے والے میرے پیارے دوست! یہ سوالات آپ

سے سنجیدہ اور سچا جواب چاہتے ہیں۔ خدا کے لیے بارگاہِ الٰہی میں رجوع کریں اور دعا کریں کہ وہ ہماری عملی زندگی کو ان کے موافق فرمادے۔

یارسول اللہ! آپ کے نقش قدم کی پیروی ہم کیسے کریں؟

شہنشاہِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مودّب ہونے کے (۳۳) طریقے پیش کیے جاتے ہیں۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ٥ (سورۂ احزاب:۳۳/۶)

یہ نبی (مکرم) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے۔ آقائے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اُسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

ہر مسلمان کا یہ حق ہے بلکہ شرعاً اس پر واجب ہے کہ وہ (صرف خواص اہل اسلام کے ساتھ نہیں بلکہ) دیگر عام مسلمانوں کے ساتھ بھی حسن اَخلاق اور اَدب سے پیش آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا پانے کا یہ ایک بہترین اور اہم ذریعہ ہے۔ پھر ذرا آپ غور کریں اور سوچیں کہ اگر ہمارا یہ معاملہ سید المسلمین، امام المرسلین اور محبوب ربُّ العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ہو تو وہ بھلا کیسا اعلیٰ اور امتیازی ہونا چاہیے!۔

یہ ایک خاص نقطہ ہے، دعا کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم میں سے ہر کسی کو اس کی توفیق مرحمت فرمادے:

ا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں محبت وعقیدت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام کا تحفہ گزارا جائے؛ اُن کی رفعتِ شان، اور قدر ومنزلت کا

یہی تقاضا ہے، نیز بارگاہِ الٰہی سے انھیں جو خاص وجاہت وعزت نصیب ہوئی ہے اس کا مقتضیٰ بھی۔

۲ ان پر پورا پورا صلوٰۃ وسلام پیش کیا جائے، کٹوتی نہ کی جائے، نہ تحریراً اور نہ تلفُّظاً۔

۳ درود وسلام کے اعلیٰ اور بامعنی صیغے استعمال کیے جائیں؛ تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ سے زیادہ اَجر وثواب کی توقع رکھی جاسکے۔

۴ یوں ہی ان کو خطاب کرنے اور ان کے تذکرے کے لیے خوبصورت ترین الفاظ اور اُسالیبِ بیان اختیار کیے جائیں۔

۵ اللہ کی حمد وثنا کی جائے کہ اس نے ہمیں بارگاہِ رسول کے آداب واُصول سکھا دیے۔

۶ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی قول یا فعل منسوب ہو اور وہ ہماری سمجھ میں نہ آ رہا ہو تو اسے اپنی عقل وعلم کی کمی پر محمول کیا جائے۔

۷ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب ہر قول وفعل کو اعلیٰ وافضل معنی ومفہوم میں لیا جائے۔

۸ آپ پر بار بار نظریں نہ ڈالی جائیں کہ یہ عظمت واِکرام مصطفوی کے تقاضوں کے منافی ہے۔

۹ انھیں ہرگز ہرگز یوں نہ ندا کی جائے جس طرح ہم ایک دوسرے کو ندا کرتے ہیں۔ یوں ہی انھیں اپنے جیسا سمجھ کر کبھی نہ بلایا جائے جیسے ہم ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔

۱۰ اہل بیت اَطہار کے ساتھ عزت وتکریم کا معاملہ کیا جائے، ان کی قدر ومنزلت میں کوئی کمی نہ کی جائے، اور ان کے ساتھ پوری پوری بھلائی کی جائے؛ کیوں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا دراصل آقاے کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اچھائی کرنا ہے۔

۱۱ باشندگانِ مدینہ میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو پڑوسی، ہمسائے اور زائرین ہیں ان کے ساتھ تعظیم وتکریم روا رکھی جائے۔

۱۲ اَزواجِ مطہرات اور صحابۂ کرام کی تعظیم وتکریم کی جائے؛ کیوں کہ ان کی محبت وتوقیر آقاے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ورضا کا باعث ہے۔

۱۳ اُن سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کے اسم مبارک پر اپنے بچوں کے نام رکھے جائیں، نیز آپ کی اہل بیت کے ناموں سے بھی اپنے بچوں کو موسوم کیا جائے۔

۱۴ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے وقت ایک خاص لذت وکیف اور فرحت وبہجت محسوس کی جائے۔

۱۵ جب آپ کا ذکر چھڑ جائے تو نگاہیں جھک جائیں، لب خموش ہو جائیں، دل سراپا اَدب بن جائیں، اور خشوع وخضوع کا ایک خاص ماحول پیدا ہو جائے۔

۱۶ دل کا برتن ان کی محبت وہیبت کے جام سے لبریز ہو، اور ان کی عظمت وتوقیر کا تصور ایسا بندھے جیسے ہم انھیں کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہوں؛ تاکہ طاعتوں کا سلسلہ دراز ہو اور مخالفتوں کا طوفان تھمے۔

۱۷ دل یہ سوچ کر کڑھتا رہے کہ ہم نے اُن کے ہوتے جنم کیوں نہ لیا اور دنیا میں ان کی زیارت کا شرف ہمیں کیوں نہ ملا!۔

۱۸ ساتھ ہی یہ خواہش بھی دل میں مچل رہی ہو کہ اگر دنیا میں ان کا دیدار نصیب نہ ہوا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آخرت میں اس کا عوض اور بدلا ضرور مرحمت فرمائے گا۔

۱۹ دنیا میں ان سے نہ ملنے اور (اس قافلہ سعادت سے) بچھڑ جانے کا غم اپنے ماں باپ اور سارے دوستوں کی جدائی سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔

۲۰ محبت یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ جب ان کی حدیث پاک پڑھی جائے اور ان کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ ہو تو با وضو رہا جائے۔

۲۱ ان پر صلوٰۃ وسلام اس قدر ڈوب کر پڑھے کہ غیروں کا دھیان جاتا رہے۔

۲۲ سیرتِ طیبہ کی کتابوں پر ٹیک نہ لگایا جائے اور ان کی تعظیم کی جائے کہ اس کے اندر محبوب کے اوصافِ حمیدہ اور چمنستانِ نبوت کے گل چیدہ بکھرے ہوئے ہیں۔

۲۳ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آوازِ مبارک پر اپنی آواز اونچی نہ ہونے دیا جائے؛ بلکہ بہر صورت نیچی رکھنا ضروری ہے۔

۲۴ یوں ہی مسجد نبوی اور مواجہہ شریف کے پاس بطورِ خاص آوازیں پست رکھی جائیں۔

۲۵ یوں ہی جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو، یا آپ کی سیرتِ معطرہ بیان کی جا رہی ہو وہاں بھی احتراماً آواز پست رکھنی چاہیے۔

۲۶ بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں بہت زیادہ سوال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۷ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَحوالِ کریمہ، افعال طیبہ اور اَقوال مبارکہ کے رنگ میں پورے طور پر رنگ جانے کی ہمیں سعی بلیغ کرنی چاہیے۔

۲۸ لبِ نبوت سے نکلے ہوئے ہر ہیرے موتی کا اِحترام واَدب کرنا چاہیے۔

۲۹ زندگی وفا کرے تو زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبوی اور تربت اقدس کے قریب گزارنا چاہیے؛ باقی دیگر غیر شرعی اُمور میں وقت گزارنا اصلاً زندگی کا ضیاع ہے۔

۳۰ ہمیں رو رو کر اور گڑگڑا کر بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں بارگاہِ مصطفیٰ کے اَدب سجھا دے اور آقا علیہ السلام کا ہمیں وفادار اُمتی بنا دے۔

۳۱ قسمت یاوری کرے اور دیارِ حبیب میں پہنچنا نصیب ہو جائے تو مسجد نبوی کی نظافت وطہارت بلکہ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں کی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

۳۲ اور وہاں پر جا کر تجدیدِ توبہ کرے، خدائے تعالیٰ سے توبۂ نصوحاً کی بھیک مانگے، زیادہ سے زیادہ استغفار کرے؛ نیز یہ کہ یہاں آنا آخری آنا نہ ہو بلکہ خدا یہاں بار بار آنا نصیب فرمائے۔

۳۳ یہاں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگی جائیں، اور اَسمائے حسنیٰ کے حوالے سے توسل کیا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں آقا کی شفاعت وزیارت نصیب فرمائے، آپ کی سنت ومحبت پر زندگی کا خاتمہ فرمائے، آپ کے گروہ میں اُٹھائے، اور حوضِ کوثر پر آپ کے دست مبارک سے بھر بھر کر کوثر کے جام پلائے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ - جس کا فرمان ہے: اور ہم نے آپ کو کل جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا - ہمیں ہر مسلمان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اخلاق واَدب سے پیش آنے کی توفیق بخشے، خصوصاً حضور رحمت عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا پورا اَدب عطا فرمائے۔ اللھم آمین اللھم آمین۔

اے جانِ کائنات! ہمارے بھی خواب میں

(خواب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بیس طریقے)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے :

☆ جس خوش نصیب نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی ملاحظہ کرے گا۔ شیطان کی کیا مجال کہ وہ میری شکل میں آسکے!۔

☆ جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا۔ (یا جس نے مجھے دیکھ لیا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھ لیا)۔

☆ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اور یوں دیکھا جیسے کوئی

کسی کو حالتِ بیداری میں دیکھتا ہے۔

نیز ترمذی شریف کی ایک صحیح روایت یوں بھی آئی ہے :

☆ جس نے مجھے دیکھا تو بے شک وہ دیکھا جانے والا میں ہی تھا۔

مولا تیرا شکر ہے کہ محض اپنے فضل سے تو نے ہمیں مسلمان کیا، اور آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا شرف بخشا۔

ایک اِنسان کے لیے بڑی سعادت اَفزا، مسرت بخش، اور دل افروز بات یہ ہوتی ہے کہ اسے اپنی محبوب شخصیت کا دیدار نصیب ہو جائے اور وہ ہنسی خوشی، غم نا آشنا اور فارغ البال ہو کر اپنی ساری زندگی اسی کے سایۂ قرب میں گزار دے۔ پھر ذرا سوچیں کہ اس وقت ایک انسان کے وفورِ جذبات کا عالم کیا ہوگا اگر اسے ایک ایسی ہمہ خوباں شخصیت کا قرب، دیدار اور پڑوس نصیب ہو جائے جو دین و دنیا میں ہر فضیلت کی جامع اور ہر خیر و برکت کا منبع ہو!۔

لہٰذا اگر آج ہماری آنکھیں اس محبوبِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہ کر سکیں تو پہلے ہمیں دلجمعی اور اِخلاصِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہونا چاہیے کہ خدایا! اُس آفتابِ رسالت کی زیارت ہمیں خواب میں کرا دے۔ پھر دعا کریں کہ مولا! فردوسِ اعلیٰ میں اس ماہتابِ نبوت کا دیدارِ پربہار، ان کے ساتھ رہنے کی سعادت اور ان کا مقدس پڑوس عطا فرما دے۔ بے شک تو بڑا سخی اور کریم ہے۔

مندرجہ ذیل وہ اہم نکات ہیں جن کی توفیق کی ہمیں بطورِ خاص دعا کرنی چاہیے :

۱ اس مقصد کے حصول کے لیے للّٰہیت اور اِخلاصِ نیت ضروری ہے۔

۲ تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اہمیت وفضیلت کا علم ہو۔

۳ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر بجالایا جائے۔

۴ ہر وقت پاک وصاف رہنے کی کوشش کی جائے۔ بار بار نمازِ حاجت پڑھی جائے۔

۵ سنت کے مطابق سویا جائے۔

۶ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے رو رو کر اور پُر اُمید ہو کر دعا مانگی جائے، اور کثرت کے ساتھ استغفار کیا جائے۔

۷ اُس نیت کا تصور کر کے آیتیں تلاوت کی جائیں، حدیثیں پڑھی جائیں اور اوراد واَذکار، وردِ زبان رکھے جائیں، بطورِ خاص وہ جو صلوٰۃ وسلام کی فضیلت و برکت کے متعلق ہوں۔

۸ دوسروں سے بھی اس کے لیے دعا کی درخواست کی جائے۔

۹ زبانی وتحریری ان پر کثرت سے درود بھیجے جائیں۔ درود کا ایک افضل اور عمدہ ترین صیغہ یہ بھی ہے: 'صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'۔

۱۰ اس مقصد کے حصول کے لیے صدقہ وخیرات کیے جائیں۔

۱۱ ایسی جگہوں کی زیارت کی جائے جہاں پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات میں سے کوئی تبرک موجود ہو۔

۱۲ مسجد نبوی، قبرِ انور، اور بقیع مقدس کی زیارت کی جائے۔

۱۳ لوگوں کو کثرت کے ساتھ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کی نصیحت کی جائے۔

۱۴ اس خوش نصیب کی زیارت کی جائے جسے دیدارِ مصطفےٰ نصیب ہوا ہو۔

۱۵ سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر اَدا کو اپنایا جائے۔

۱۶ اہل بیت رسول کے ساتھ اِحسان اور بھلائی کی جائے، ان سے حسن سلوک سے پیش آیا جائے، ان کی تعظیم وتکریم کی جائے اور ان کے حقوق کی معرفت حاصل کی جائے۔

۱۷ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۸ ان کی زیارت کے سلسلے میں کسی جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ جب وقت آجائے گا تو وہ خود ہی خواب کے کینوس پر اُتر آئیں گے۔

۱۹ دل کی گہرائیوں سے ان کی زیارت کا اِشتیاق رکھا جائے۔
۲۰ زیارت کی کیفیت کا علم حاصل کیا جائے، اور آپ کا حلیہ مبارکہ معلوم کیا جائے۔

اگر ہم ان امور کے التزام میں کامیاب ہوگئے تو یقین ہے کہ اللہ رب العزت خواب میں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہمیں شادکام فرمادے گا۔ اور اگر بفضل مولا ہمیں یہ سعادت نصیب ہوجائے تو میں نہیں سمجھتا کہ کائنات میں اس سے بھی کوئی بڑی سعادت ہے!۔

اور اگر اُس بدرِ کامل کے چہرۂ انور کی زیارت سے ہم مشرف نہ ہوسکے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم پر یہی فضل واِحسان کیا کم ہے :

۱ کہ اس نے ہمیں اُن کے ذکر وفکر میں کھوئے رہنے اور دیگر اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔
۲ اپنے مقدس کلام کی تلاوت کا شرف بخشا۔
۳ کثرت کے ساتھ اپنے محبوب پر درود وسلام کا موقع عنایت فرمایا۔
۴ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق ہمارے دل میں جاگزیں فرمایا۔
۵ ایسے اسباب کو بروے کار لانے کی ہمت عطا فرمائی جو اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے باعث بن سکتے تھے۔

اس لیے ان سارے اُمورِ خیر پر شکر الٰہی بجالانا مجھ پر لازم ہے؛ کیوں کہ میرے مولا کا یہ مجھ پر خاص الخاص کرم ہے کہ اس نے اس کے لیے میرا انتخاب فرمایا۔ مولا! ایک بار اور ہم تیری بارگاہ میں جھکتے ہیں، پہلے سے زیادہ عزم صادق اور قلبی جھکاؤ کے ساتھ۔ بے شک تو بڑا ہی کریم وسخی، مہربان، رحم والا اور سننے جاننے والا ہے۔ اللھم آمین... یا اللہ۔

- اے مالک ومولا! تیرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں جو محبت ہے اس کے طفیل ہم کو اُن کے روے اَنور کی زیارت سے مشرف فرما۔

- اے پروردگار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں جو عشق ہے اس کے وسیلے سے ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے، ہمارے والدین کے، اور جملہ مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرما دے، اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش فرما۔
- بارِ الٰہا! رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری جو محبت ہے اس کی لاج رکھ لے، اور اس کے صدقے میں بہشتِ بریں میں ہمیں ان کا پڑوس نصیب فرما۔
- اے خداوندِ کریم! فخرِ آدم و بنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں جو قلبی لگاؤ ہے اس کے صلے میں ہمیں توفیق دے کہ تیرے پیارے محبوب کے ہاتھوں کوثر کے محبت بھرے جام بھر بھر کر پئیں اور اتنا پئیں کہ پھر کبھی پیاس کا اِحساس ہی نہ ہو۔
- اللہ تعالیٰ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر رحمت و نور کی بھرن برسائے، کیا خوب بات ارشاد فرما گئے ہیں ؎

أغــــر علـيه للــنبوة خـــاتم
مـن اللّٰه مشهود يلـوح و يشهد

وضــم الإله اسم النبی إلى اسمه
إذا قال في الخمس المؤذن أشهد

وشـــق لـــه مـن اسمـه ليجـله
فذو العرش محمود وهذا محمد

یعنی اللہ کی طرف سے آپ کو روشن اور واضح ختم نبوت کی مہر حاصل تھی۔
اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم پاک کو اپنے نام کے ساتھ اس طرح ملا دیا ہے کہ موذن پانچوں وقت اس کی شہادت دیتا ہے۔
اس پر مستزاد یہ کہ اُس نے اپنے ہی مبارک نام کے اندر سے اپنے محبوب کے نام کو نکالا ہے؛ تاکہ محبوب کی عظمت وجلالت کا اظہار ہو، تو عرش کا مالک 'محمود' کہلاتا ہے اور یہ پیارے نبی 'محمدؐ' کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔

نیز فرمایا :

وأفضل منک لم ترقط عيني　　　　وأجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عيب　　　　کأنک قد خلقت کما تشاء

یعنی یارسول اللہ! آپ سے زیادہ بزرگ وبرتر شخصیت میری آنکھوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں، اور آپ سے زیادہ حسین وجمیل وجود کسی ماں نے آج تک جنا ہی نہیں۔ آپ کی تخلیق ہر عیب ونقص سے پاک ہے؛ گویا آپ اپنی حسب منشا عالم وجود میں تشریف لائے ہیں۔

نیز فرمایا :

أطالت وقوفا تذرف العين جهدها

على طلل القبر الذى فيه أحمد

فبوركت يا قبرالرسول وبوركت

بلاد ثوى فيها الرشيد المسدد

وبورک لحد منک ضمن طيبا

عليه بناء من صفيح منضد

یعنی چشمانِ شوق اشکوں کا نذرانہ پیش کرتے کرتے تھک گئی ہیں، اس تربت اقدس کے نشانات پر جن میں احمد مصطفیٰ (مدفون) ہیں۔

تو اے قبر رسول! مبارک ہو تجھے، اور اُس شہر کو بھی مبارک باد، جس میں کائنات کے مرشد وہادی آرام پذیر ہیں۔

اور مبارک ہے وہ لحد بھی جس میں وہ پاک ومطہر وجود آسودۂ خواب ہے، جس کے اوپر مضبوط چھت کی بنا ہے۔

اللہ اس شعر کے کہنے والے پر بھی اپنی رحمت ورضا کی بارش فرمائے۔

بلغ العلیٰ بکماله　　　　کشف الدجی بجماله

حسنت جميع خصاله　　　　صلوا عليه وآله

یعنی وہ ذات جو بلندیوں کے کمال تک پہنچی۔ وہ ذات جس کے حسن و جمال سے تاریکیاں چھٹ گئیں۔ وہ ذات جو تمام محاسن اور فضائل کی مالک ہے۔ اُس ذات عالی صفات اور اس کی آل پر درود وسلام بھیجو۔

اللہ مجھے بھی اپنی رضا ومغفرت سے حصہ عطا فرمائے، میں نے بھی مدحِ پیغمبر میں چند اَشعار کہے ہیں ؎

رسول اللّٰه قد أعطاک ربی　　　　شمائل تحتوی خیر المزایا

حباک اللّٰه کل الفضل یامن　　　　علوت وسدت یا خیر البرایا

علابک فضله فسموت قدرا　　　　فجاء تک المحبة والعطایا

وأرسلک الإله بخیر هدي　　　　فهدي محمد خیر الهدایا

یعنی یارسول اللہ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ایسے خصائل وشمائل سے بہرہ ور فرمایا ہے جو ہر خوبیوں کے جامع ہیں۔

اے سیدکونین! اللہ پاک نے ہر فضل وکمال کو آپ کے وجودِ اقدس کے اندر رکھ دیا ہے، تو آپ ہی تاجدارِ کائنات بھی ہیں اور سردارِ دوجہاں بھی۔

جیسے جیسے اس کے فضل واحسان آپ پر بڑھتے گئے یوں ہی آپ کی قدر و منزلت میں بھی اِضافہ ہوتا چلا گیا، نیز لوگ آپ کی محبت وعطا کی ڈوری میں بندھتے گئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو بہترین سیرت کے ساتھ مبعوث فرمایا؛ لہٰذا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سب پر غالب اور فائق ہے۔

حضور رحمت عالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

میں تم میں کچھ ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگر تم نے انھیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے

بڑی ہے۔اللہ تعالیٰ کی کتاب' آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسّی ہے۔اور میری عترت اہل بیت۔اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گی؛ یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گی؛ لہٰذا دیکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کر رہے ہو!۔

لہٰذا تاجدارِ کائنات فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارا درود وسلام اللہ جل مجدہ کی عمدہ عبادت اور بہترین طاعت ہے۔اس سے بارگاہِ الٰہی میں ہمیں مقام ومرتبہ نصیب ہوگا، ہم اُجر ومغفرت کے مستحق ٹھہریں گے، عدن کے باغات ہماری رہائش گاہ قرار پائیں گے، دنیا وآخرت میں امن وامان میسر آئے گا۔اللہ ہمیں قربِ مصطفیٰ کی دولت عطا فرمائے، ان کی محبت میں سانس لینے، ان کے شوق میں زندہ رہنے، ان کے نام پر سر دھننے، اور ان کے ذکر کو سدا بلند کرتے رہنے کی توفیق ہمارے رفیق حال کردے۔

حضور محسن انسانیت فخر آدم وبنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام کی ڈالیاں نچھاور کرنا دنیا وآخرت کی برکات کا ذریعہ ہے۔اس سے دل جگمگاتے ہیں، ایمان جلا پاتا ہے، یقین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، روح کو تسکین ملتی ہے، بلکہ پورا وجود کیف وراحت محسوس کرتا ہے۔اس میں ان کی محبت کا اِظہار ہے، اسی سے دنیا میں ان کے دیدار کی راہ ملتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخرت میں ان کا پڑوس نصیب ہوتا ہے۔

گو جیتے جی اُن کی معیت ورفاقت میں رہنے کا مزہ حاصل نہ کرسکے، اور ان کی زندگی میں ان کی کوئی مدد ونصرت سے محروم رہے؛ تاہم اُن کی زیارت سے مشرف ہونا، کثرت سے صلوٰۃ وسلام کا ورد رکھنا، اور سدا اُن کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے رہنا، سمجھ لیں کہ یہی اُن کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرنے، آپ کے حلیہ اقدس کو تکتے رہنے اور آپ کے اَخلاقِ طاہرہ سے فیض یاب ہونے کے مترادف ہے۔

اور جب اُن کا ذکرِ جمیل چھڑ جائے تو خدارا کبھی بھی بے توجہی سے اُن پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجیں، یوں ہی جب تحریراً درود لکھنا ہو تو پورا درود لکھیں، اِشارے اور مخفف حروف سے

کام نہ چلائیں؛ کیوں کہ اِس سے جہاں محبت وعقیدت میں نقص لازم آتا ہے، وہیں تعظیم وتوقیر میں بخالت کی بو آتی ہے، اور پھر اس بندے کا ذکرِ الٰہی سے محروم ہوجانا ان سب پر مستزاد ہوتا ہے۔

اس طرح کی حرکتیں تو دوستوں اور حساس لوگوں کے ساتھ بھی اچھی نہیں سمجھی جاتیں، پھر وہ تو تاجدارِ کائنات بلکہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اُن کے ساتھ اس کا تصور کیوں کر کیا جاسکتا ہے!۔

اللّٰهم صل وسلم وبارک عليه وعلى آله عدد خلقک ورضا نفسک وزنة عرشک ومداد کلماتک .

اللّٰهم صل عليه صلاة يسعد بها قلبه في مثواه ، وترضى بها روحه في علاه ، ويکرم بها آله ومن والاه .

اللّٰهم اجعل أفضل صلواتک وخير برکاتک وأجمل تحياتک على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين .

اللّٰهم صل وسلم وبارک عليه کلما ذکره الذاکرون ، وصل وسلم وبارک عليه کلما غفل عن ذکره الغافلون .

اللّٰهم تقبل شفاعته ، وارفع درجته ، وأعل رأيته ، واجزه اللّٰهم عنا خير ما جزيت نبيا عن أمته، فنحن نشهد أنه بلغ الرسالة وأدى الأمانة ونصح الأمة وکشفت به الغمة، يا أرحم الراحمين يا رب العالمين يا اللّٰه .

حسن بن عبيد باحبيشي
أمين جمعية القرآن الكريم بمنطقة مكة المكرمة
مشرف تربية إسلامية – تعليم جدة
خريج كلية الشريعة الإسلامية بمكة المكرمة 1397هـ
عضو في جمعية القرآن الكريم بجدة منذ1398هـ

یارسول اللہ! اَب آئیں، دیر نہ فرمائیں

دبئی کے ایک عظیم الشان اِسلامی فنکشن میں ایک ترکی نژاد بچی کے ذریعہ پیش کی گئی ایک رقت انگیز، ولولہ خیز اور ایمان افروز جذباتی ترکی نظم، جس نے لاکھوں آنکھوں کو ساون بھادوں بنادیا۔اور دلوں میں حیاتِ رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترنگیں بھردی۔ یقیناً اُن کیفیات کو لفظ کے کٹوروں میں سمیٹنا بہت مشکل ہے؛ لہٰذا اصل منظر دیکھنے کے لیے یوٹیوب (Youtube) کا سہارا لیں۔ یہاں آپ کی ضیافت طبع کے لیے فقط اُس کا اُردو خلاصہ پیش ہے۔ -چڑیاکوٹی-

اے اللہ! کہاں تیری رحمت بے پایاں! اور کہاں ہماری آلودۂ عصیاں زباں!!۔

لیکن اگر تجھ سے طالب عنایت وکرم نہ ہوں تو پھر اور کون ہماری جھولی بھرے!!!۔

یارسول اللہ! آپ کل کائنات کے لیے رحمت تمام بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ہماری کم نصیبی کہ ہم ایسے دور میں پیدا ہوئے جب آپ نے ظاہری دنیا سے پردہ فرمالیا؛ مگر آپ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی ہمارے جسم وجاں کے رگ وریشے میں اُتری ہوئی ہے۔

سر کی آنکھیں گرچہ آپ کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔

مگر دل کی آنکھیں آج بھی آپ کے دیدار سے شرف یاب ہورہی ہیں۔

اپنی عمر مبارک کا پہلا سال آپ نے قبیلہ بنی سعد کی پر بہار فضاؤں میں گذارا۔

چونکہ دودھ پلانے والیوں نے -یتیم ہونے کے باعث- آپ کو قبول کرنے سے اِنکار کردیا تھا۔

اس لیے اُس خوں چکاں منظر کو دیکھ کر آسمان کے بادل برہم و نالاں ہو گئے۔

اور ایسی ناقدری قوم پر بارش کا ایک قطرہ برسانے کے روادار نہ ہوئے۔

پورا قبیلہ بنی سعد شدید قحط سالی کا شکار ہو گیا۔

بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا آپ پر دل و جاں سے فدا ہو گیا، جو ہمہ وقت آپ پر سایہ کناں رہتا۔

خشکی کا یہ ہوش ربا عالم لوگوں کو ایک میدان میں کھینچ لایا۔

جہاں بھرپور الحاح و زاری کے ساتھ بارش کی دعائیں مانگی جانے لگیں۔

دائی حلیمہ آپ کو اپنے سینے سے چپکائے ہوئی تھیں۔

آپ کی بلائیں لے رہی تھیں۔

اور دھوپ سے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

لیکن آسمان پر بادل کا وہ چھوٹا سا ٹکڑا ہر وقت آپ کی حفاظت کرتا۔ اور آپ کے لیے سائبان بنا رہتا۔

نیز بادل کا وہ ٹکڑا آپ کی نگاہِ اقدس کو دیکھ کر آپ پر وارے وارے جاتا تھا۔

ہمارے جان و دل اس چشمانِ مقدس کے قربان جو آسمان کی بلندیوں کو تکتی رہتی تھیں۔ اب بادل کا وہ ٹکڑا پھیلنا شروع ہوا اور بڑھتا گیا۔

یہاں تک کہ بارش کے قطرے رحم کھا کر رم جھم نا شروع ہو گئے۔

لیکن بہت سے لوگوں کو یہ راز نہ معلوم ہو سکا کہ بارش کے اِن قطروں کے اُترنے کا باعث کون ہے؟۔ بلکہ ہم میں کتنے ایسے ہیں جو صحیح معنوں میں آپ کی (قدر و منزلت) جانتے ہی نہیں۔

یارسول اللہ! یہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا چھٹا سال ہے۔

جب والدۂ ماجدہ اورام ایمن کے ساتھ آپ نے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔

آپ کو اس وقت اپنی یتیمی کا کس شدت سے اِحساس ہوا ہوگا جب آپ اپنے والدگرامی کی قبر سے گزرے!۔

پھر مقامِ ابواپہنچ کرعظیم ماں کا گھنیرا سائبان بھی سر سے اُٹھ گیا۔

جس وقت آپ مکہ پہنچتے ہیں، ساتھ نہ ماں ہوتی ہے اور نہ باپ۔

اب دادا عبدالمطلب کا پیار ودلار اور ابوطالب کی شفقت وعنایت آپ کی طرف بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

یارسول اللہ! کیا مکہ کے بچوں نے کبھی آپ کی طرف سے اپنی ماؤں کو'ماں' کہہ کے پکارا کہ آپ کو کچھ ڈھارس بندھے؟۔

یارسول اللہ! جب مکہ کے بچے آپ کے سامنے اپنی ماؤں کے نام لیتے ہوں گے تو اُس لمحے آپ کے دل پر کیا بیتتی ہوگی؟۔

جب وہ 'اے ماں!' کہتے تھے تو کیا آپ اس وقت اپنی نگاہ زمین کی طرف کر لیتے تھے؟۔

یارسول اللہ! مکہ کی ہواؤں نے خدا معلوم کتنی راتوں تک آپ کے آنسوؤں کا پیغام مقام اَبوا تک پہنچایا ہوگا!۔

نہ معلوم آپ نے کتنی راتیں 'اے ماں'، 'میری ماں' کہہ کر روتے روتے کاٹ دی ہوں گی۔

اے مرے آقا! آپ کی خاطر ہم اپنی ماؤں کو کتنی مدت سے 'اے ماں'، 'میری ماں' کہہ کہہ کر پکار رہے ہیں۔

اے مرے سرور! آپ کی خاطر ہم اپنے باپوں کو کتنی مدت سے 'اے بابا' کہہ کہہ

کر پکار رہے ہیں۔

زندگی کا پچیسواں سال آتا ہے۔

آپ کائنات کے سارے لوگوں سے بدلے بدلے معلوم ہوتے ہیں۔

کوئی آپ کی گردِ راہ کو بھی نہ پہنچ سکا۔

آپ کی بوے جاں نواز رحمت کی برکھا لے کر آتی ہے۔

آپ کی آوازِ مبارک سلامتی کے پھول برساتی ہے۔

بے شک آپ محمد صادق الامین ہیں۔

عمر مبارک جب تینتیس سال کو پہنچتی ہے، تو رحمتوں میں تموج آتا ہے۔

اب پینتیس سال کا سفر طے ہو گیا ہے۔ میرے آقا! آئیں، دیر نہ فرمائیں۔

آہیں آسمان کے دروازوں کو کھٹکھٹا رہی ہیں۔

اے میرے سرور! آئیں، دیر نہ فرمائیں۔

کریم آقا! انتظار کی آنکھیں دھندلاتی جا رہی ہیں۔

ہمارے سینوں میں دل' قرار کھو رہے ہیں۔

صبر و شکیب کے کبوتر ہاتھوں سے اُڑ جایا چاہتے ہیں۔

اے میرے ماویٰ و ملجا! آئیں، دیر نہ فرمائیں۔

جبل نور کی طرف سے آپ کو مسلسل بلاوا آرہا ہے۔

یہ عمر پاک کا چالیسواں سال ہے۔

جبل نور کے اوپر آپ غارِ حرا کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔

جبرئیل امین آسمان سے اُترتے ہیں۔

کائنات کا ذرّہ ذرّہ آپ پر درود و سلام کے گجرے نچھاور کر رہا ہے۔

ساری کائنات کے دل آپ کے فراق میں غم زدہ اور شوقِ وصال کے آرزومند ہیں۔

آپ کا وجود ہمارے لیے ایسے ہی ہے جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرے کے بعد سپیدۂ سحر کا طلوع۔ بے شک آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اور یقیناً آپ اللہ کے محبوب رسول ہیں۔

یارسولِ عظیم! پھر لوگوں نے آپ کو غم زدہ کیوں کیا؟۔ اور آپ کو تکلیفیں کیوں پہنچائی؟۔

کیا اس لیے کہ ابوطالب فوت ہوگئے، تو اب انھیں آپ پر ستم ڈھانے کا موقع مل گیا؟۔

کیا اس لیے کہ اب بظاہر کوئی آپ کا حامی ومددگار نہ تھا، تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے؟۔

یارسول اللہ! آج بھی ہم خانۂ کعبہ کے سامنے آپ کی چشمانِ مقدس سے ٹپکتے ہوئے آنسو دیکھ رہے ہیں۔

اور آپ فرمارہے ہیں: چچا! جلدی آجائیں۔ آپ کے بچھڑنے کا مجھے بہت ملال ہے۔ آج مجھے کافی تنہائی کا اِحساس ہو رہا ہے۔

یارسول اللہ! حرمِ مکہ میں آپ کی نمازوں کا منظر بڑا عجیب تھا۔

آپ مالک الملک کے حضور اپنی جبین اقدس جھکائے ہوتے۔

اور یہ (کفار نابجار) اُس پر کوڑا کرکٹ لاکر ڈال دیتے۔

پیارے آقا! آپ کے مقدس سر پر ہمارے سر قربان جائیں۔

یہ نابجار آپ کو دیکھ کر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے تھے۔

(آقا! یہ نادان تھے انھیں آپ کی قدر ومنزلت کا علم نہ تھا، عناد وحسد نے انھیں اندھا کر دیا تھا)

مکہ کی گلی کوچوں میں آپ کی طرف دوڑ دوڑ کرآنے والا کون تھا؟۔

وہ کون تھا، جب چلتا تو ایسا لگتا کہ عرش بالائے فلک سے اُتر پڑے گا۔

آخر یہ کون ہے؟۔

ایک گوشے سے جواب آتا ہے: یہ ام الصالحین فاطمہ زہرا بنت محمد ہیں (علیہا وعلیٰ ابیہا الصلوٰۃ والتحیۃ)۔

جو بڑھ بڑھ کر چشمانِ نبوت سے گرتے ہوئے آنسوؤں کو پونچھتی ہیں۔

کائناتِ ارض وسما میں یہ سب سے زیادہ آپ کے مشابہ ہیں۔

جب وہ مسکراتیں اور روتیں تو ایسا لگتا کہ بس ہو بہو آپ ہی ہیں۔

گویا چشم تصور کے جھروکے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ انھیں فرما رہے ہیں:

میری لخت جگر! نہ رو۔(اللہ نے بہشت کی عورتوں کی سرداری تیرے نام لکھ دی ہے)۔

یارسول اللہ! آخراُن نانہجاروں نے آپ کوآپ کے وطن سے کیوں نکال باہر کیا تھا؟۔کیا اس لیے کہ آپ تن تنہا رہ گئے تھے؟۔

کیا انھیں پتا نہ تھا کہ آپ کا اصل حامی وناصر کون ہے؟۔

کیا انھیں خبر نہ تھی کہ عالم یتیمی میں کس نے آپ کو پناہ دے کر بہترین تربیت سے نوازا تھا؟۔

کیا انھیں معلوم نہ تھا کہ کس نے آپ کو کل کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے؟۔

کہنے والوں نے آپ کو'شاعر ومجنون' کہا۔

لیکن آپ کے تحمل پر قربان جاؤں آقا کہ آپ نے اُن کا کوئی جواب نہ دیا۔

وہ دھمکیاں دے کر کہتے تھے کہ اب ہم سے تمھیں کون بچائے گا؟۔

آپ فرماتے: اللہ عزوجل۔

اس وقت آسمان خوف وخشیت سے لرز جاتا ہوگا۔

اورعرش کے پائے ہل جاتے ہوں گے۔

یارسول اللہ! آپ نے 'اللہ' کہا تو تین ہزار گھڑ سوارفرشتے آپ کی بارگاہ میں اُتر آئے۔

آقا! اُن نانہجاروں کی بکواس سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔

یہ دیکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کی زبانیں کیا کہہ رہی ہیں :

بأبی أنت و أمی یا رسول اللّٰه .

(پیارے آقا! ہمارے ماں باپ آپ پر وارے وارے جائیں)

یارسول اللہ! مدینہ منورہ کی مبارک گلیوں میں آپ خرام ناز فرمارہے ہیں۔

بنی نجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں کی نظر جب آپ پر پڑتی ہے۔

عالم شوق وفرحت میں نہ معلوم وہ کیا کیا کہہ جاتی ہیں۔

آپ ان سے پوچھتے ہیں، کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟۔

تو وہ بیک زباں ہوکر عرض کرتی ہیں: ہاں، یارسول اللہ! ہم آپ پر بدل وجاں فدا ہیں۔ پھر زبانِ رسالت سے ارشاد ہوتا ہے: اللہ گواہ ہے کہ میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

یارسول اللہ! اِس دور میں بہت سے بچے اور بچیاں -جن کا تعلق بنونجار سے تو نہیں- لیکن پھر بھی وہ آپ پر اپنی جانیں چھڑکتے ہیں، اورآپ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔

آپ کی محبت میں اُن کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو گواہ ہیں کہ

وہ اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر آپ سے پیار کرتے ہیں۔

یارسول اللہ! آپ کے سوا بھری دنیا میں اُن کا اور ہے ہی کون!۔

عمر مبارک ساٹھ سال سے متجاوز ہوتی ہے تو زبانِ مبارک سے نکلتا ہے :الرفیق الاعلیٰ۔

آپ ایک روز اُون کا ایک خوبصورت جبہ زیب تن فرماتے ہیں جو خاص آپ ہی کے لیے تیار کیا گیا تھا۔

جس کے کونوں سے سفیدی پھوٹی پڑتی تھی۔

آپ اس میں ملبوس ہوکر اپنے صحابہ کے سامنے تشریف لاتے ہیں۔

اپنے دست مبارک سے زانو کو ٹھوکتے ہوئے فرماتے ہیں :

کبھی تم نے ایسا خوبصورت اور نفیس جبہ دیکھا ہے؟۔

مجلس کے ایک کونے سے آواز آتی ہے :

یارسول اللہ! اِسے مجھے عنایت فرمادیں۔میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

اُس شخص نے وہ جبہ آپ سے کیوں مانگا، حالانکہ اسے پتا تھا کہ یہ آپ کو بھا گیا ہے۔

شاید اس لیے کہ اسے پتا تھا کہ 'نہیں، سنتا ہی نہیں مانگنے والا اِن کا'۔

چنانچہ آپ نے وہ گراں قدر جبہ اسے عطا فرمادیا۔اور پھر عام جبہ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے۔

محبوب سے ملاقات میں بس ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے۔

عقیدت مندوں نے متعدد بار اُسی طرز کا جبہ تیار کرا کے آپ کو پیش کرنا چاہا۔

لیکن آپ کو اُسے پہننے کا یارا نہ ہوا۔

ابو ہریرہ کے ذریعہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا کہ :

لَيَأْتِيَنَّ عَلىٰ أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَّرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهُ مِثْلُ

أهْلِهِ وَمَالِهِ .

یعنی تم پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ تم میں سے ایک آدمی کو میرا دیکھنا اسے اپنی اولاد اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا۔

پھر آپ نے اپنے بھائیوں سے اپنا شوقِ ملاقات بھی بایں الفاظ بیان فرمادیا :

إنی أشتاق لإخوانی یؤمنون بی ولم یرونی .

یعنی مجھے اپنے اُن بھائیوں سے ملنے کا اشتیاق ہے جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں گے۔

پیارے آقا! آپ مدینہ منورہ کے منبر سے حزن وملال کے لہجے میں آواز لگا رہے ہیں :

اے میری اُمت، اے میری اُمت۔

اے وہ ذات! جس نے فضائے مکہ میں رہ کر خلق خدا کی بہتری کے لیے اللہ سے دعائیں مانگی۔

اللہ نے آپ کی وجہ سے ہم پر کتنا لطف واحسان فرمایا ہے۔

یارسول اللہ! ہم اپنے گھٹنے ٹیک کر آپ کے دست اقدس پر بیعت کر رہے ہیں۔

آپ اپنے رب کے پاس سے جو کچھ ہمارے پاس لائے اُس پر ایمان لاتے ہیں۔

یارسول اللہ! سمعنا واطعنا . ہم نے بس سنا اور مان لیا۔

یارسول اللہ! آپ اب بھی ہم میں تشریف فرما ہیں۔ عمر کا گویا چالیسواں سال ہے۔ اور آپ اپنی اُمت کی زمام تھامے انھیں سوے حرم بلکہ جانب اِرم لیے جا رہے ہیں۔ (جزی اللّٰه عنا محمداً ما هو أهله)

طالب دعاوکرم: محمد افروز قادری چریاکوٹی